رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

سنہ ۱۹۱۳ء
بابت ماہ اپریل

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

جلد ۸ — نمبر ۴

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

مینیجر رسالہ
باہتمام [illegible] قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

قیمت سالانہ عوام سے دو روپیہ (عہ)
طلباء سے ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) غیر ممالک
سے دو روپے آٹھ آنہ (عہ)
فی جلد [illegible]

دفتر تشحیذ کی موجودہ کتابیں

ضرورت زمانہ - ایک سو سوالات جو اسلام پر کئے گئے۔ ان کے نہایت مدلل جواب حجم قریباً دو سو صفحہ قیمت ۸ر

اسلام کی پہلی کتاب حضرت مسیح موعود کے دعاوی کے متعلق بحوالہ کتب نہایت مدلل اور کامل ثبوت بچوں کے پڑھانے کے لئے حجم ۱۳۶ صفحے قیمت ۴ر

چولہ بابا نانک } گرو نانک صاحب کے سچے مسلمان ہونیکا ثبوت - اور اعتراضوں
لیکچر نمبر ۱ }
لیکچر نمبر ۲ } کے جواب

معیار حق - سچے مذہب کی شناخت

تعلیم الاسلام مع ضمیمہ - دہرم پال کی تہذیب الاسلام حصہ اول کا جواب ۶ر

میں مسلمان ہو گیا حصہ دوم و سوم - اسلام کی حقانیت اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب ۱۴ر

ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲۸ - ۵ر } یہ تفسیر شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے نہایت
" " ۲۹ ۷ر } قابلیت سے لکھی ہے ربط اور دلائل کا خوب لحاظ رکھا ہے
" " ۳۰

مکتوبات احمدیہ - حضرت اقدس کے پرانے خط معارف و حقائق کے خزانے - قیمت ۸ر

اربعین - میں ۴ر کو فروخت کرتا ہوں بجائے ۵ر جس میں حضرت اقدس نے اپنی صداقت کا

الاسماء الحسنیٰ ۵ر اسماء الٰہی کی تشریح بچوں کے پڑھانیکے لئے نہایت مفید رسالہ

خطبات کریمیہ - حضرت مولوی عبدالکریم رض کے چند خطبات کا مجموعہ قیمت ۴ر

پرانی تحریریں - حضرت اقدس کی بعض نایاب تحریریں جو اور کہیں نہیں ملتیں قیمت ۲ر

الموعظۃ الحسنۃ - سورہ تبت کی بینظیر تفسیر مصنفہ حضرت مولانا احسن قیمت ۲ر

سلک مروارید حصہ اول ۴ر مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب ناول کے پیرایہ میں عورتوں کے لئے اسلام اور احمدی
دوم ۴ر سلسلہ کے مسائل کی دلچسپ مدلل تشریح

مجربات حصہ اول ۱۰ر } حضرت مولانا حکیم نور الدین کے طبی مجربات کا مخزن ملنے کا پتہ - تشحیذ قادیان
دوم ۱۰ر } ضلع گورداسپور

نوائے محمود - صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی وہ نظم جو جلسہ سالانہ پر پڑھی گئی تھی دوبارہ ۱۶ صفحے پر چھاپی گئی ہے - قیمت ۱ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۲ء

سچائی کی فتح

اگرچہ باطل کی طرف سے پہلے پہلے سچائی کی سخت مخالفت ہوتی ہے مگر سچائی آخر سچائی ہے انجامکار کامیابی اور فتحمندی کا سہرا صداقت کے سر پر باندھا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سچائی کا اظہار کیا۔ کہ مسلمان اب مسلمان نہیں رہے اسلئے ضروری ہے۔ کہ "مسلماں را مسلماں باز کردند" کے الہام ہدایت التیام کے ماتحت انہیں پھر مسلمان بنایا جائے تو ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اور نادان مگر شوخ و گستاخ بچوں کی طرح یہ لوگ اینٹیں اور پتھر اٹھا کر اپنے ہادی اپنے محسن اپنے خیر خواہ اپنے ہی خواہ کی طرف لپکے۔ اس نے نہایت محبت اور پیار سے انکو سمجھایا۔ کہ اخلاط فاسدہ کیوجہ سے

تمہارا ذائقہ بگڑ چکا ہے۔ اسلئے تم عسل کو زہر ہلاہل سمجھ رہے ہو پھر اپنا دست مسیحائی اُن کے سروں پر پھیرا۔ اور ان اجری الا علی اللہ کہتے ہوئے انکا علاج کیا۔ آخر یہ بیمار جب کسی قدر سنبھلے تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ہی غلطی پر تھے۔ اب یکقلم و یکزبان ہو کر تقریریں کر رہے ہیں۔ اور اخباروں اور رسالوں میں مضمون لکھ رہے ہیں۔ کہ ہم مسلمان نہیں رہے۔ چنانچہ "وکیل" لکھتا ہے کہ کہ جو لوگ قرآن پاک یا تاریخ کے ذریعہ سے حقیقی اسلام سے روشناس ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ مسلمان اسلام کی مسخ شدہ صورت ہیں جس پر اسلام کے امتیازی خط و خال کا نشان تک باقی نہیں۔ سنجیدہ عقائد کے بجائے اباطیل و توہمات پیدا ہو گئے ہیں۔ اعمال حسنہ کی جگہ بدعات سیئہ نے لی ہے نماز جس کا وصف نہی عن الفحشاء والمنکر تھا۔ صرف ایک خشک ہیئت کذائی کا نام ہے صوم جسکا منشا تزکیۂ النفس غربا اور فاقہ کشوں کی ہمدردی و اعانت کے جذبات پیدا کرنا تھا وہ صرف اوقات غذا کے تغیر سے عبارت ہے زکوٰۃ جس کی غرض تمام قومی ضروریات کی کفالت تھی۔ اسکا کوئی انتظام نہیں۔ عموماً مسلمانوں میں مذہب سے سرد مہری اور بے اعتنائی بڑھتی جاتی ہے۔ جدید تعلیمیافتہ جماعت مذہبی ناواقفیت کی وجہ سے مذہب سے متنفر اور برگشتہ ہوتی جاتی ہے۔ یورپ کے فلسفہ اور الحاد کا اوچھا سے اوچھا وار انکی مذہبی ہلاکت کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ہندوستان میں بعض مقامات ایسے ہیں۔ "جہاں کے مسلمان ہندوؤں کے مراسم مذہبی سے آلودہ ہیں۔ ان کے نام ہندوانہ ہوتے ہیں"۔ اور یہ کہ اب مسلمان کیا کریں۔ اس سوال کا جواب یہی ہے۔ کہ مسلمان بنیں۔ اور قرآن مجید کی روحانی حکومت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھکر مزرعۃ الآخرۃ کی کاشت کریں۔ اور گلشن وحدت کے پھول چنیں۔ اخبار بین حضرات سے یہ امر یہ بات مخفی نہیں۔ کہ جو کچھ مینے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

پھر اس روحانی معالج مسیح الزمان نے فرمایا کہ مسلمانوں کی دینی دنیاوی ترقی کے لئے وحدت کی ضرورت ہے۔ اور وحدت قایم نہیں ہو سکتی اور نہ رہ سکتی جب تک کہ سب

کے سب ایک امام کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہوں۔ اور اپنی خواہشوں اپنی راؤں اپنی آرزوؤں کو اسکے ارشاد کے مقابل پر قربان نہ کردیں۔ اسوقت تو یہ بات تلخ معلوم ہوئی۔ اور اسے مستبعد سمجھا گیا۔ مگر جب ایک قوم کو اس وحدت کے فوائد سے متمتع ہوتے دیکھا۔ تو اب ان کا جی بھی للچا آیا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ وحدت ہرگز ہرگز انجمنوں کے انعقاد سے حاصل نہیں ہوگی جیسا کہ پچھلا تجربہ اسکا گواہ ہے۔ شکر ہے اب یہ فیکٹ قوم کے فہیم وتجربہ کار لوگ مانتے چلے جاتے ہیں۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ اس سچائی کا اظہار جو دبی زبان سے کیا جارہا ہے کھلی زبان سے ہونے لگے چنانچہ حسن نظامی کا رسالہ ظہور مہدی بڑی دلچسپی سے مسلمانوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور سب یہ کہتے ہیں۔ کہ اب موجودہ مشکلات کا حل نہ تو انجمنوں سے ہو سکتا ہے نہ کسی دنیاوی خطاب یافتہ لیڈر یا ایسے لیڈروں کی جماعت سے بلکہ اب تو ایسا کٹھن وقت ہے۔ کہ مردے ازغیب بروں آید و کارے بکند یعنی مسلمانوں کی صلاح و فلاح کا دارومدار کسی روحانی بزرگ کے دست حق پرست پر ہو سکتا ہے۔ جو بارگاہ ایزدی سے مہدیکے خطاب سے ممتاز ہو۔ مسلمانوں کی نہ دینی حالت اچھی ہے نہ دنیاوی نہ انکے علماء و فقراء میں روحانیت باقی ہے۔ نہ انکے اُمرا میں کچھ طاقت ہے۔ نہ اب انکی کوئی سلطنت ہے جو ایکدو باقی ہیں۔ وہ بھی یوں سمجھو کہ دم توڑ رہی ہیں۔ ایسے وقت میں کسی آسمانی ہتھیاروں سے مسلح مہدی کے مسیحانہ اعجاز نمائی کی ضرورت ہے۔ اب زمینی ہتھیاروں زمینی طاقتوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ بات تو بالکل سچ ہے۔ مگر اسکے ظہور کے لئے جو سنہ ۱۳۳۰ھ مقرر کیا ہے اسکی نسبت میں بڑے یقین اور زور کے ساتھ اعلان کرتا ہوں۔ کہ سنہ ۱۳۳۰ھ گذر جائیگا۔ مگر تمہارا مزعومہ مہدی نہ آئیگا یہانتک کہ یہ صدی گزر جائیگی۔ اور تمہاری آنکھیں یونہی کھلی کی کھلی رہجائینگی مسیح آسمان سے نازل نہیں ہوگا۔ اور تمہارے سر اسی طرح اٹھنے کے اٹھے رہ جائینگے۔ آخر ہار کر تھک کر تم جب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچوگے۔ تو یہ سچائی روز روشن کی طرح کھلجائیگی۔ کہ آنیوالا آچکا مگر تم نے اسے نہ دیکھا نہ جانا نہ پہچانا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ

خدا نے تمہیں آنکھیں تو دی ہیں۔ ان میں بصارت پیدا کرے۔ اور وہ حق کی بینا ہوں۔ کان تو عطا فرمائے ہیں۔ ان میں شنوائی بخشے۔ اور وہ حق کے شنوا ہوں۔ دل تو دیئے ہیں۔ ان میں فہم دے۔ اور حق کے سمجھنے والے ہوں۔

پھر اسی محبوب رب العالمین نے تمام مذاہب عالم کو بزرگانہ مشورہ دیا۔ کہ ایکدوسری کی عیب چینی چھوڑ دو۔ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔ اسوقت اس نیک صلاح کی قدر نہیں کی گئی۔ لیکن ایکطرف پریس ایکٹ نے انہیں مجبور کیا۔ کہ وہ اپنے قلم و زبان کو قبضے میں رکھیں۔ اور دوسری طرف خود ان میں ایسا سنجیدہ گروہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ جو اس صداقت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرنیکو تیار ہے۔ اور تو اور خود وہ سماج جو پاکان حق پر حملہ کرنے میں خصوصیت سے مشہور تھی۔ اسی کا نونہال "دھرمپال" اپنے ہم مذہبوں کو ایک پرتگیا پاتر پر دستخط کرنیکی تحریک کر رہا ہے۔ جس میں آریہ سماج کے ہر ممبر کو یہ اقرار کرنا پڑے۔ کہ وہ دوسرے مذاہب کی عیب چینی سے کچھ سروکار نہیں رکھیگا۔ چنانچہ اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ کہ "ہم پرتگیا پاتر میں کچھ ابزادی بھی کرنا چاہتے ہیں جس سے آریہ سماج کی پوزیشن دیگر مذاہب کیساتھ سر پھٹول کی پوزیشن نہ رہے۔ بلکہ اسکے افراد دیگر مذاہب کا کھنڈن چھوڑ کر ویدوں کے پرچار پر مجبور کئے جائیں۔ پھر ۲۳- فروری کے اندر میں لکھا ہے۔ کہ "یا تو کھنڈن کے سمولاس کو بالکل اڑا دینا پڑیگا۔ یا ان میں ایسی غیر معمولی اصلاح کرنی پڑیگی۔ جس سے موجودہ ستیارتھ پرکاش کا وہ نامرغوب حصہ جو کہ دیگر مذاہب کی سخت دل شکنی کا باعث ہو رہا ہے۔ اپنی منفرت سے دھویا جا کر مناسب نکتہ چینی کی حد پر آ جائیگا۔" اسی عہدنامہ میں گورنمنٹ کی وفاداری کا اقرار بھی ہے یہ بھی حضور مسیح موعود کی شرائط بعیت میں سے ایک شرط ہے۔ الغرض دنیا کے فرقے اگرچہ مسیح کی بعیت نہیں کرتے لیکن اسکے پیش کردہ اصول پر آہستہ آہستہ ایمان لا رہے ہیں۔ پانچ باتوں کا ذکر میں کر چکا ہوں (۱) مسلمان مسلمان نہیں رہے۔ پھر از سر نو اسلام لائیں (۲) وحدت بذریعہ ایک امام کے قایم کریں (۳) تمام مشکلات دینی و دنیاوی کا حل

اب ظہور مہدی پر موقوف ہے (۴) گورنمنٹ کی وفاداری اطاعت ضروری ہے۔ (۵) سچا مذہب وہ ہے جو اپنی خوبیوں کے اظہار سے دوسروں پر فتح پالے۔ اب چھٹی بات بتانی چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ حضرت امام الاسلام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ سچا مذہب وہ ہے جس کے پیرو اس پر عمل کر کے اسی دنیا میں وہ نتائج پالیں۔ جو النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کے لئے مقرر ہیں۔ ان انعامات میں سے سب سے بڑا انعام الہام ہے۔ اور الہام کا سلسلہ بند نہیں ہوگیا۔ بلکہ الیٰ یوم القیامۃ جاری ہے۔ اس صداقت کا بھی تقریباً تمام ہی مذاہب نے انکار کیا۔ لیکن اب یہ سچائی بھی اپنا کام کر رہی ہے چنانچہ الہامات الٰہی کی سب سے بڑی منکر قوم جو ویدوں کے بعد نہ الہام کی ضرورت سمجھتی رہی ہے نہ الہام کی قائل ہے آریہ ہے۔ انہی میں سے اب ایسے افراد پیدا ہو گئے۔ جو اب مانتے ہیں۔ کہ سلسلہ الہام بند نہیں ہوگیا۔ بھارت جالندھر سے ایک اخبار نکلتا ہے۔ اس میں بڑے زور سے یہ لکھا گیا ہے "لوگوں کا خیال ہے۔ کہ رشی دیانند ہاں وہ دیانند جو یوگ ودیا کا بڑے شد و مد سے قائل تھا۔ مکالمہ الٰہی کا قائل نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اگر رشی دیانند مکالمہ الٰہی کا قائل نہ تھا۔ تو پھر یوگ ودیا کس مرض کی دوا ہے۔ ساتویں بات آپ نے یہ ظاہر کی کہ سکھ ہندو نہیں بلکہ انکے واجب التعظیم گرونانک سچے مسلمان اور ولی اللہ تھے اب ماشاءاللہ سکھ خود اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ ہم ہندو نہیں چنانچہ پچھلے دنوں قصور میں اسی مضمون پر ایک بڑا بھاری مباحثہ ہوا۔ ایک قدم تو ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں نے اٹھایا ہے۔ دوسرا اٹھا اور ہمارے گلے ملے۔

آٹھویں بات سنئے یورپ کے مشہور و معروف رسالہ ریویو آف ریویوز میں تمام مدبرین و اہل الرائے و علم اصحاب کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا۔ کہ دنیا کے سب سے بڑے بیس آدمی کون ہیں۔ آپ تعجب و حیرت مگر مسرت سے سنینگے کہ انکی مجموعی رائے سے جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ اس میں یسوع کا نام نہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ اب یہ لوگ جسے خدا کہتے تھے۔ اسے انسان کامل کا درجہ دینے کو بھی تیار نہیں۔ یہ بھی ہماری ہی فتح ہے۔ کیونکہ ہمارے امام نے عمر بھر اسی پر زور لگایا۔ کہ یسوع ایک انسان تھا خدا نہ تھا۔ اب خود انہی لوگوں میں سے ایک گروہ پیدا ہو رہا ہے

جو اس صداقت کو مان گیا۔

غرض دنیا آہستہ آہستہ ہمارے اصول طوعاً و کرہاً ماننے میں اپنی نجات سمجھتی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور تمام مذاہب عالم کو یہ مژدہ سنادیں۔ کہ تمہارا مصلح ربانی تمہارا موعود آچکا ہے۔ وہ مہدی تھا مسیح تھا کرشن رودھر گوپال تھا۔ جیسا کہ اسکی زندگی کے واقعات اسکے مثیل ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ جیسے کرشن ایک امیر قوم زمیندار سے پیدا ہوا۔ ایسے ہی یہ موعود اور جیسے کرشن کی ایک دھرمی بہن تھی۔ اور یہ بہن بھائی ایک ہی وقت پیدا ہوئے۔ اور پھر بھائی پر بہن نثار ہوئی ایسے ہی اس موعود کی پیدائش توام تھی بہن فوت ہوگئی اور بھائی دنیا کا ہادی بنا۔ جیسے تھانیسر کی لڑائی پانڈو (زرد قوم) کوروں میں اٹھارہ روز تک رہی۔ ایسے ہی امرتسر میں دو زرد چادروں والے نے ایک دینی بصارت سے معتدد قوم کے پیشوا سے مباحثہ کیا۔ اور یہ جنگ مقدس اٹھارہ روز تک رہی۔ اور جیسے جنگ مہابھارت میں دیودرہن زخ گیا تھا۔ اور بعد میں کرشن کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ ایسا ہی آتھم رجوع الی الحق کے سبب بچگیا۔ مگر قسم سے انکار کرنے پر فوراً ماخوذ ہوا۔ اور آپکی دعا سے ہلاک ہوگیا۔ دوستو!

رحمت کی ہوائیں چار سوئے عالم میں چل رہی ہیں۔ تم ہوشیار ہوجاؤ اور اپنا پیام ان ہواؤں کے ذریعہ سے اکناف عالم میں پہنچادو۔

٭ کرشن جس رات پیدا ہوا۔ اسکو ایک گوالے کے ہاں پہنچایا گیا۔ اور اسکی بہن اسکی جگہ محلات میں پہنچائی گئی تاکہ کرشن قتل ہونے سے بچ جائے۔ اور اسکی بجائے یہ لڑکی راجہ کنس کے ظلم کی شکار ہو۔

طریقہ نقشبندیہ

ماہ فروری کے رسالہ میں طریقہ قادریہ و سہروردیہ کے مراقبات و تعلیمات درج ہو چکے ہیں۔ اب طریقہ نقشبندیہ کے مراقبات سے مختصر اطلاع دیجاتی ہے جو امید ہے ناظرین توجہ سے پڑھینگے گو آجکل تصوف کی طرف سے توجہ ہٹ جانیکے سبب یہ مضمون کچھ پھیکا معلوم ہو۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض نئی روشنی کے اصحاب اسے پڑھنا بھی گوارا نہ کریں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ یہ وہی باتیں ہیں جنکے حصول کے لئے اور جنکو معلوم کرنیکے لئے لوگوں نے اپنے گھربار لٹا دیئے۔ لہذا ہم جناب مولوی امام الدین صاحب گولیکی ضلع گجرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے افادہ عام کے لئے یہ مضمون لکھا

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے جو بیس مراقبے انسان کی تکمیل کے لئے وضع فرمائے ہیں۔ قلبیؔ۔ روحیؔ۔ سریؔ۔ خفیؔ۔ اخفیؔ۔ نفسؔ۔ قالبؔ (ہیئت وحدانی یا مجموعہ عناصر) آپ فرماتے ہیں۔ کہ انسان دس لطائف سے مرکب ہے۔ پانچ لطائف عالم امر سے ہیں۔ یعنی جن کو خدا نے مجرد امر کن سے پیدا کیا۔ تدریجی طور پر نہیں۔

اخفیؔ۔ جو مظہر ذات بحث ہے۔ اسکا تعلق صدر کے درمیان ہے۔ یہ لطیفہ بیرنگ ہے۔

خفیؔ۔ جو مظہر شیون ذاتیہ ہے۔ یعنی وہ صفات جو مشروط بہ تعلق بہ کائنات نہیں۔ مثلاً حیات قدرت علم۔ اور اسکا تعلق پستان چپ کے اوپر ہوتا ہے۔ یہ لطیفہ سیاہ رنگ ہے۔

سرؔ۔ جو مظہر صفات سلبیہ ہے۔ جیسے لاشریک لہ۔ لاعیب لہٗ۔ سبحانہٗ۔ اسکا تعلق پستان راست کے اوپر ہے۔ یہ لطیفہ سپید رنگ ہے۔

روحؔ۔ جو مظہر صفات ثبوتیہ ہے۔ جیسے سمیع بصیر کلیم۔ اسکا تعلق زیر پستان راست ہے

قلبؔ۔ جو مظہر افعال الٰہیہ ہے۔ جیسے خلاق صناع۔ اسکا تعلق زیر پستان چپ ہے۔ اور

پانچ لطائف عالم خلق سے ہیں جن کی پیدائش تدریجی ہے۔ وہ یہ ہیں
نفسؔ۔ جو کہ خون اور اخلاط اندرونی قلبی کے ابخرہ لطیفہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ قوی اور حواس عشرہ کا تعلق اسی سے ہے اسکا اور قلب کا اصل ایک ہی بتلاتے ہیں۔ اور اصل قلب کو فوق العرش بتلاتے ہیں۔ اسکا تعلق بین الحاجبین سرّ یعنی دماغ سے ہے جو قوت نفسانی کا منبع ہے پھر نارؔ۔ ہواؔ۔ ماءؔ۔ تراب جن کی اصلیت روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی۔ بتائی جاتی ہے۔ یہ سارے بدن میں مشترک طور پر موجود ہے۔ اور اس مجموعہ کا نام لطیفہ قالب ہے جس کو جاری کرنے کیلئے بدن کی ہیئت مجموعہ پر توجہ کیجاتی ہے۔ الغرض سات مراقبے تو یہ ہوئے۔

ان سے آگے مراقبہ حضور و مراقبہ معیّت ہے۔ جو بخیال کلمۂ اللہ حاضری و ناظری و اللہ معی کے کیا جاتا ہے۔ اس میں حالات وحدت وجود قلب پر طاری ہوتے ہیں۔ اور شوق و ذوق میں ایک خاص جوش پیدا ہوجاتا ہے۔ کشف اور تصرفات بھی اس مراقبہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور صبر۔ رضا۔ تسلیم۔ توکل۔ قناعت۔ شکر۔ اخلاص۔ رضا۔ سب صفات حسنہ اس میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ پھر اسی مراقبہ کے ذریعہ سالک ولایت۔ ابدالیت۔ قطبیت۔ غوثیت کے درجات حاصل کرنیکی استعداد پیدا کرلیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور اسکی معیت میں تقویٰ اور احسان لازم ہے۔ وجہ یہ کہ حاکم کے حضور میں کوئی گناہ اور بیفرمانی نہیں کیجا سکتی۔ اور اس کی معیت میں خدمت اور بندگی حسن نیّت اور خوبی آداب ہوتی ہے یہی احسان ہے۔ مراقبہ کا اثر لطائف عالم امر پر عموماً اور قالب پر خصوصاً وارد ہوتا ہے۔ سیر عالم مثال اور عالم روح اور عالم صفات یعنی ملکوت ان ہر دو مراقبوں کے ثمرے کو **ولایت صغریٰ** کہتے ہیں۔

اس سے آگے مراقبہ اقربیت اور محبت عامہ ہے۔ جو مضمون آیت نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ اور یحبّھم یحبونہ پر تدبر کا نام ہے۔ یہ مراقبہ لطیفۂ نفس پر کیا جاتا ہے جس سے اس لطیفۂ نفس کی امارگی اور انانیت فنا ہوجاتی ہے۔ یوں سمجھو کہ خیالات کا وجود صرف ذہن کی توجہ سے وابستہ ہے۔ انکی روح صرف توجہ قوت عاقلہ ہے۔ اسکے نہ ہونیسے

وہ ہیچ ہیں۔ ایسا ہی نفس بلکہ تمام مخلوق خالق کی صرف توجہ قیومیت سے موجود ہے۔ ورنہ مخلوقات اعدام محض ہیں۔ اقربیت کے یہی معنی ہیں۔ وحدت شہودی کا مسئلہ اس میں حل ہوجاتا ہے۔ نفس نفس مطمئنہ بنجاتا ہے۔ بشرطیکہ مراقبہ کا مشاہدہ صرف بزور توجہ ہی نہ ہو۔ اور اطمینان کا وجود نرا القائی ہی نہ ہو کل شئ ھالك الا وجھہ کا نظارہ یہاں بخوبی ہوتا ہے۔ وحدت وجود کے معنی الموجود ھوالوجود الاحد ھوالحی القیوم باحسن الوجوہ واضح ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ انا الحق اس وجود بے بود پر اطلاق کیا جاوے۔ بلکہ انا کا متکلم وہی اصلی وجود جو ان مظاہر کے وجود دں سے الگ ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہو الحق پھر محبت جو اصل کو فرع سے اور فرع کو اصل سے ہونی چاہیئے۔ وہ بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان ہر دو مراقبات کے ثمرہ کا ولایت کبریٰ نام رکھتے ہیں۔

اس سے آگے **ولایت علیا** کا مراقبہ ہے۔ اور اسکا نام ہے مسمّی **اسم الباطن**[۱۲]۔ اس کا تعلق آب و آتش و ہوا یعنے سوائے عنصر خاک بقیہ عناصر سے ہے۔ چونکہ بقیہ ہر سہ عنصر۔ عنصر خاک کی نسبت لطیف اور پوشیدہ ہیں۔ اسلئے مسمّی الباطن کے مناسب حال سمجھکر مورد فیضان مقرر کردیئے گئے ہیں۔ ولایت جو کہ مراد قرب نوافل سے اور بحکم اللہ ولی الذین اٰمنوا وھو یتولی الصالحین ان اولیاءہ الا المتقون۔ ایمان اتقا اور صلاح کا ثمرہ ہے۔ اور محبت احسانی پر مرتب ہے۔ اسکا اعلیٰ درجہ یہی ولایت علیا ہے۔ جو مسمّی الباطن کے کمال درجہ کے مشاہدہ پر حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی فنافی الشیخ کی تکمیل ہے۔ وجہ یہ کہ بفحوائے حدیث لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیّ اکون سمعہ الذی یسمع بہ اس کا انجام قرب ہے

اور محبت عامہ پھر یہ قرب باطن محبّت عامہ سے بڑھکر ہے۔ اس میں ملائکہ سے بھی میل ملاپ ہوتا ہے کیونکہ وہ مسمّی الباطن ہی کے مظہر ہیں۔ اور اس قرب میں سب سے بے تعلقی ہوتی ہے جیسے ملائکہ دنیا کے کھانے پینے اور دنیاوی تعلقات سے بیخبر ہیں۔ اور ساتھ ہی استقامت کا یہ بڑا اعلیٰ درجہ ہے۔

اور اسکا ثمرہ تنزل ملائکہ ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون

اس سے آگے مراقبہ **کمالات نبوت** ہے۔ اس مراقبہ کا قبلۂ توجہ عنصر خاک ہے جس طرح عنصر خاک باقی عناصر کا قیوم ہے۔ بلکہ تمام لطائف کا مقام اور مستند الیہ ہے۔ اسی طرح نبوت اصل ہے ولایت کا۔ نبوت میں محبت ذاتیہ ہوتی ہے۔ جیسے والدہ کا تعلق بچہ سے بلا غرض بے غایت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں النبیین منعم علیہم میں مقدم ہیں۔ کیونکہ ان پر انعام بواسطہ محبت ذاتیہ ہوتے ہیں۔ یہی لوگ سچی اور مصفی وحی کے مہبط اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس مقام کی سیر اولیاء امت کیواسطے نظری ہے۔ نہ کہ قدمی اس مقام پر پہنچکر ولی اللہ ملہم ہوجاتا ہے۔ اور انبیاء کا بروز یعنی آئینہ کمالات نبوت بن جاتا ہے۔ عبادات جو پہلے مراتب ولایت میں تقلیدی ہوتے ہیں۔ نبی کے تحقیقی ہوتے ہیں۔ اور بغیر رضاء محض ذاتی محبت سے۔ اور عرفان بھی اصلی ہوتا ہے۔ نہ کہ عکسی اور فرعی عنصر خاک کی نسبت خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً آیا ہے۔ اور ولقد کرمنا بنی آدم اسی کی شان میں وارد ہوا۔ اور انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور اذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم سب عنصر خاک کی خاطر ہے۔ اصلی استقامت اسی کا حق ہے۔ اور نزول ملائکہ بھی اسی کیلئے مختص ہے۔

پھر مراقبہ **کمالات رسالت** ہے یعنی کمال کے عالی درجہ عبودیت پر پہنچکر اور مہبط وحی ہوکر پیغام رسانی اور تبلیغ احکام کا کام بامر الٰہی کرنا۔ ولی اللہ جب اس مقام پر مشرف ہوتا ہے۔ اور حق و باطل کی تمیز بامر اللہ کرتا ہے۔ اور مجدد ہوکر مجددہ لہا دینہا کی شان رکھتا ہے اہل نظر ناقص یہ مقام بطور سیر دیکھتا ہے۔ نہ کہ بطور قیام۔ اس مراقبہ کے فیض کا مورد ہیئت وجدانی یعنی تمام لطائف عشرہ کا مجموعہ بحیثیت ایک ہونیکے ہے۔

اس سے آگے مراقبہ کمالات[15] اولوالعزم ہے۔ نبی رسالت کا کام کرتے ہوئے ابتلاؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ بلا میں صبر اعجازی رضا۔ تسلیم۔ توکل اور انعام میں قناعت۔ شکر رضوان۔ پھر بھر وہ حالت فنا و بقا کا رنگ دکھاتا ہے۔ غرض اخلاقی معجزات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ولی اللہ کو بھی اس مقام پر ابتلا آتے اور اسکا کمال بڑھاتے ہیں۔ یہانتک کہ فنا فی الرسول کا درجہ ملتا ہے اب اس سے آگے بقا کا رنگ ہے یعنی ان مدارج کے حقایق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور انہی کی سیر نصیب ہوتی ہے۔ حقایق دو قسم ہیں۔ حقایق انبیاء اور حقایق الٰہیہ۔

حقایق انبیاء میں سے پہلی حقیقت ابراہیمی[16] ہے جسے خلت۔ اندرونی دوستی اور محبت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ اس مراقبہ میں اعراض عن الاغنیاء اور توحید اور ایاک نستعین کا اصل اور بت شکنی کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر حقیقت موسوی[17] ہے۔ جسے محبت ذات الٰہیہ اور کامل محب ہونا اللہ تعالیٰ کا بیان کرتے ہیں۔ اس میں دب ادنیٰ والی حالت (جو نہایت درجہ کا شوق عشق ذات ربی سے ہے) طاری ہوتی ہے۔ اور محبوب حقیقی کی اطاعت میں فراعنہ و شیاطین سے مقابلہ کرنا اور ہر امر دین میں اعلیٰ درجہ کی عملی ہمت دکھلانی مقصود ہے نہ کہ صرف رونا دھونا اور کانپنا جو ابتدائی حالات میں ہوتا ہے۔

پھر حقیقت محمدی[18] ہے جسے محبوبیت و محبت ممزوجہ یعنی کامل درجہ کی محبوبی اور محبی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں موسوی حالات کیساتھ محبوبی بھی ہوتی ہے۔ یعنی رحمت الٰہی کا ہر قسم کے سامان مرادات دینی و دنیوی کا مہیا کر دینا۔ اور امور مقصودہ میں آسانیاں دکھانا۔ لن ترانی والے جواب یہاں نہیں ملتے۔ اور نہ ہیبت ناک نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ ولی کو اس درجہ میں سیر یا قیام عارضی یا استطرادی ہوتا ہے۔ اور ویسے ہی حالات طفیلی طور پر پیش آتے ہیں۔

پھر حقیقت احمدی[19] ہے۔ جسکو محبوبیت کاملہ سے تعبیر کرتے ہیں اس میں ابتلا کوئی نہیں بلکہ دین و دنیا کی سہولتیں اور علو درجات اور مقام محمود او مقاب قوسین وغیرہ کرامات بخشے جاتے

اور اولیاء اللہ کو اس مقام میں محبوب الٰہی پکارا جاتا ہے۔ واللہ اعلم باحوالہم وھو علےٰ کل شیئٍ قدیرٌ وھو ارحم الراحمین۔

اس سے آگے حقایق الٰہیہ کے مراقبے ہیں۔

پہلا مراقبہ حقیقت کعبۃ اللہ [۲۰] ہے۔ اس سے مراد ہے کبریا اور علو شان الٰہی اس میں اللہ تعالیٰ کی مسجودیت اور بزرگی اور اللہ اکبر کے معنے اور تکبیر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ اور صاحب مراقبہ پر کھولا جاتا ہے۔ کہ اصل مسجود کعبہ نہیں۔ بلکہ اللہ اکبر لہ وصف التکبر والتعالیٰ۔ قبلہ صرف آلہ توجہ الیٰ کبریار اللہ تعالےٰ ہے۔ اسکے آثار سے ولی اللہ کی بزرگی اور علو شان اور مرجع انام ہونا ہے۔

پھر حقیقت القرآن [۲۱] ہے۔ اس سے مراد وسعت ذات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کلام الٰہی خصوصاً قرآن کریم میں جو وسعت نظر آتی ہے۔ وہ کسی اور صفت میں نہیں۔ علم الٰہی آئینہ ہے۔ تمام اسمار و صفات وذات باری عزّ اسمہ کا اور قرآن کریم آئینہ ہے۔ علم باری جلّشانہ کا۔ اور علم کی وسعت گو کلام اللہ سے بڑھکر ہے۔ مگر اسکا متوجہ الیہ کوئی خارج میں موجود نہیں۔ اسلیے حقیقۃ القرآن کو مراقبات میں لیا گیا ہے۔ اور انسانی کمال بھی اسکے اتباع میں ہے۔ اس میں متشابہات مقطعات کے حقائق کھلجاتے ہیں۔

پھر حقیقۃ الصلوٰۃ [۲۲] ہے جس کی تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کمال وسعت ذاتی سے۔ اسکی وسعت حقیقۃ القرآن سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ قرآن اسکا ایک رکن ہے۔ اور اس میں عبودیت کے سب درجات ہیں۔ اور یہ معبودیت کا پورا آئینہ ہے۔ گویا معبودیت مطلقہ کی ساری حقیقت اجمالی طور اس میں پیش نظر ہوتی ہے۔ واسجد واقترب۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتہم خاشعون اور الذین ھم علیٰ صلوٰتہم یحافظون۔ سب کچھ نمازی کی شان میں ہے۔

پھر حب صرفہ [۲۳] جس سے مراد محبت ہے۔ بغیر تعلق محب ہونے اور محبوب ہونیکے۔ یہ ایک راز ہے۔ کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف کا اور یہ ایک خاص صفت ہے

ذات ذات البرکات الٰہیہ کی جو منشاء ہے تمام ظہور کا بلکہ خود اپنی ذات کی محبت ذاتیہ بھی اسی میں مخفی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الامر

پھر معبودیّتِ مطلقہ جو کہ مراد ہے۔ ہر ایک شے کا معبود ہونیسے یہ مراقبہ حقیقۃ کعبہ سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یسبّح للّٰہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض کا یہی منبع ہے۔

ایک مراقبہ قیومیۃ کا ہے۔ یہ ہے مقام خلافت۔ اس خلافت کا تعلق تصرف فی الاکوان غوثیت الکون والمکان کی طرح مخلوق سے نہیں۔ بلکہ اس سے مراد اپنے طریقہ نقشبندیہ کے قایم رکھنے اور اسکی اشاعت کی طرف توجہ بہمّت باطنی اور دعائیں کرنے سے ہے اسلئے اسکا نام انہوں نے قیومیۃ لکھدیا۔ کچھ وظایف بھی ہیں۔ جو متفرق اوقات میں معین کئے ہیں۔ مثلاً استغفار ۲۵ بار۔ درود شریف۔ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعترتہ بعدد کل معلوم لک ۱۱۱ بار۔ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ ۱۱۱ بار وغیر ذلک

اس طریقہ میں توجہ و القاء حال کا اصل ہیبا ہے۔ کہ مرید پر جب یہ حالت طاری ہوتی ہے۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں صاحب حال ہوگیا ہوں۔ حالانکہ وہ صرف توجہ سے طاری شدہ حال ہے۔ یا مشق اور کثرت توجہ سے پختہ ہو کر ایک خیال عادی ہوگیا ہے۔ ابتلاء کیوقت ان حالات کے آثار بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر ہمارا ارادہ اسوقت اسپر کوئی تنقیدی نظر ڈالنے کا نہیں

بدوں اتباع محمد رسول اللہ نجات نہیں

تہذیب الاخلاق سر سید احمد خان صاحب کی یادگار میں امرتسر دفتر وکیل سے ماہوار شائع ہوتا ہے اسکو اپنی اسلامی خدمات پر بہت کچھ ناز ہے۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اس میں بعض مضامین ایسے بھی شائع ہوجاتے ہیں۔ جو اسلام کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ از انجملہ ایک یہ مضمون ہے جس پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے روشنضمیر فاضل مولانا حافظ روشن علی صاحب کی عالمانہ تنقید نیر افزا دیدہ تحقیق ہوگی۔ مسئلہ جو ابھی میرے زیر نظر ہے جس کا بہت غلط فیصلہ اس رسالہ نے کیا ہے۔ اور مسیح کی آمد ثانی کے متعلق بھی جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں وہ جمہور علماء کے خلاف اور پایہ تحقیق سے گرے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد اس بارے میں میں کچھ لکھ سکونگا۔

رسالہ تہذیب الاخلاق نمبر ۱۲ بابت ماہ ذی الحجہ ۲۹ھ میں زیر عنوان تعلیم القرآن ایک مضمون نکلا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ بدوں اتباع محمد رسول اللہ کے نجات ہوسکتی ہے۔ گو کسی کتاب پر چلے ہاں اتنا خیال کرچھوڑے کہ محمد رسول اللہ بھی ایک نبی ہیں۔ اور اس امر کے اثبات کے لئے کچھ آیتیں پیش کی ہیں کلمۃ الحق ارید بھا الباطل۔ اسلئے ہم نے ارادہ کیا ہے جسکو اللہ تعالیٰ ہی پورا کرنیوالا ہے۔ کہ اسکے مقابل میں ایک مضمون لکھیں۔ جس کے دو حصے ہوں۔ اول کا عنوان تو یہ ہو کہ بدوں اتباع محمد رسول اللہ کے نجات نہیں۔ اور دوسرے میں اسکے دلائل کا جواب ہو۔ حافظ روشن علی

قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ؕ

انسانی تاریخ کا جب سے پتہ چلتا ہے۔ انسان کی ہدایت کے لئے اور اسکو مہذب بنانیکے لئے

ہمیشہ ہمیشہ شمس رسالت کی روشنی رہنما ہوئی ہے عقل نے بدوں نور رسالت کبھی ایسی بلند پروازی نہیں دکھلائی۔ کہ محبوب حقیقی کو اسنے پالیا ہو۔ عقل نور رسالت کے بغیر ایسی اندھی رہی جیسے آفتاب کے بغیر آنکھ جیسے آنکھ بڑی ضروری چیز ہے۔ اور تمام کاروبار اسی سے چلتے ہیں۔ اسکے بغیر گذارہ نہیں۔ اسی طرح عقل بھی ہے۔ مگر جیسے آنکھ بیرونی روشنی کے بغیر کام نہیں دے سکتی۔ اور کان بیرونی ہوا کے بغیر کام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح عقل بھی تہذیب کی راہ میں روشنی کی محتاج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اپنی راہ دکھانیکے لئے مختلف وقتوں میں اور مختلف ممالک میں اپنے رسول بھیجے۔ اور رسالت کو اس پانی کے ساتھ تشبیہ دی جسکے بغیر زیست محال ہے۔ اگر بارش رک جائے۔ تو تھوڑے ہی وقت کے بعد زمین کی رونق اور روئیدگی جاتی رہتی ہے اسی طرح اگر ابر رحمت (رسول کا سایہ) انسان سے الگ ہوجاوے۔ تو دل کی زمین بالکل مردہ ہوجاتی ہے۔ ہر ایک قوم میں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجا۔ کما قال تعالیٰ۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ؕ ترجمہ بے ریب ہمنے ہر ایک امت میں ایک رسول مبعوث کیا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے پرہیز کرو۔ سو اللہ نے رسول کے ذریعہ کسی کو ہدایت کردی۔ اور کسی پر گمراہی ہی جمی رہی۔ زمین کی سیاحت میں اسپر بھی غور کیا کرو کہ جھٹلانے والونکا انجام کیا ہوا۔ یعنی جن لوگوں نے اپنی بدراہی پر ہٹ کی۔ اور اس نور سے آنکھیں بند کیں۔ کیا ان میں تہذیب کا نام ونشان بھی رہا۔ کیا وہ ہلاک نہ ہوئے۔ یا باوجود انسانی صورت کے وحشی بندروں اور سؤروں کی طرح نہ بنے۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ؕ ترجمہ کیا منکرین رسالت پر یہ عیاں نہیں کہ آسمان بند ہوتا۔ اور زمین بند ہوتی تھے ہم ہی انکو کھولتے ہیں۔ جبکہ ہر ایک چیز کی زیست پانی سے ہی ہمنے ٹھرائی ہے

کیا یہ ایمان لانے پر مجبور نہیں ہوتے وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا ۔ فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ۝ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ ۔ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۔ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ ۝ ترجمہ تم دیکھتے ہو۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے۔ جب ہم پانی اُسپر نازل کرتے ہیں کیسی جلدی لہلہاتی اور بڑھتی ہے۔ اور ہر ایک قسم کے خوبصورت مفید درخت اس میں اُگ آتے ہیں۔ کیا یہ نہیں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی بادل سے پانی اُتارتا ہے۔ پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم نہایت عمیق ہے۔ بادل سے پانی آتارتا ہے۔ پھر ہر ایک وادی اپنے انداز کے موافق چلتی ہے۔ پھر وہ سیلاب ایک جھاگ کو بھی اپنے اوپر اٹھاتا ہے۔ جو کہ بظاہر اُس پر غالب نظر آتی ہے۔ اور اسی طرح جو سونا چاندی گرم کیا جاتا ہے۔ اسکے ڈھلنے کیوقت بھی اُس پر جھاگ چڑھ جاتی ہے۔ آخر جھاگ خشک ہو کر زائل ہو جاتی ہے۔ اور نافع چیز زمین میں رہتی ہے۔ یہ حق اور باطل کا سمجھانا ہے۔

(ب) ان آیات سے یہ ظاہر ہے۔ کہ منکرین رسالت کو اللہ تعالیٰ یہ امور دکھلا کر رسالت کے ماننے پر انکی عقلوں کو مجبور کرتا ہے۔ کہ پانی جو کہ مختلف وقتوں میں آتا ہے۔ اور مختلف زمین کے حصّوں میں پڑتا ہے۔ اسکے بغیر اگر زمین اپنا فعل چھوڑ دیتی ہے۔ تو کیا بدوں ابرِ رسالت دلوں کی زمین کبھی اپنا فعل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے کہ مختلف وقتوں میں مختلف رسولونکو بھیجتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں یہ ارادہ ہوا۔ کہ تمام مخلوقات کو ایک جھنڈے کے تلے جمع کرے اور بچھڑے ہوؤنکو ملائے۔ اور تمام رسولونکی تعلیمات کو اور تمام

اعلیٰ نمونوں کو اس کامل انسان میں جمع کرے۔ آپؐ کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا۔ کہ پہلے باغبانوں کے باغیچے بالکل خشک ہو چکے تھے۔ اور پہلے رسولوں کی تعلیمات اور نمونے عملاً تو کل قومیں اور علماً اکثر کھو چکی تھیں۔ کچھ تو مادر زاد اندھوں کی طرح ایسے ہو گئے تھے۔ کہ ان کے دل میں نور رسالت کا خیال تک نہیں آتا تھا۔ اور کچھ ایسے اندھے تھے۔ کہ انکو خواب کی طرح کچھ یاد تھا۔ اور بعض ایسے کہ آنکھیں تو رکھتے تھے۔ مگر روشنی نہیں تھی کہ جس سے وہ کام لیتے ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی النّاس۔ براعظموں کے رہنے والے اور جزائر کے رہنے والے انسانی تہذیب بھلا کر حد اعتدال سے نکل چکے تھے۔ یہ ظاہری آفتاب تو ساری روئے زمین پر اپنا چہرہ چھپا کر تاریک رات نہیں لا سکتا لیکن شمس رسالت نے ساری زمین سے آنکھ بند کر لی تھی۔ اسوقت جو پہلی شریعتوں کو بھول چکے تھے۔ انکو تو کیا خطاب کرنا تھا۔ جنکے پاس ابھی شریعت آئے ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا۔ انکو بھی یوں خطاب کیا گیا۔ کہ یا اھل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبیّن لکم علیٰ فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیرٍ ولا نذیرٍ فقد جاءکم بشیرٌ و نذیرٌ ترجمہ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا بھیجا ہوا آیا۔ تاکہ وہ تمہیں روشنی دے جبکہ تمام رسولوں کی روشنی منقطع ہو چکی ہے۔ کہیں تم بھی یہ نہ کہدو کہ ہمارے ہاں کوئی بشیر و نذیر آیا ہی نہیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اہل کتاب جن کے پاس کتاب کا ہونا خیال کیا گیا ہے۔ ان پر بھی ایک وقت ایسا آسکتا ہے۔ کہ وہ بالکل عہد رسالت کو بھول جائیں۔ اور مادر زاد اندھے کی طرح یہ کہدیں۔ کہ کبھی کوئی روشنی ہوتی ہی نہیں۔ دوسرا یہ امر معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے تمام رسولوں کا انقطاع ہو چکا تھا یعنی ان کے وہ روحانی اثر جن سے وہ دوسروں کو ہدایت کرتے اور انکی وہ آتش جس سے دلوں کے گند کو جلاتے وہ بالکل بجھ چکی تھی۔ اور انکی اتباع میں کوئی پھل نہیں رہا تھا۔ اور انکے درخت اتنے پرانے ہو چکے تھے۔ کہ ان میں کوئی نئی شاخ نہیں نکل سکتی تھی۔ کیونکہ ہمیشہ پھل نئی شاخ کو آیا کرتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر کے یوں مخاطب

فرمایا۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون العٰلمین نذیرًا۔ تمام خوبیوں کی جامع
وہ ذات ہے۔ کہ جس نے فرقان حق اور باطل میں فیصلہ کر دینے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل کیا ہو
تاکہ وہ جہانوں کے لئے ڈرانیوالا ہو۔ قل اللہ شہید بینی وبینکم، واوحی الیّ ھٰذ القراٰن
لانذرکم بہٖ ومن بلغ۔ قل یاٰیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ ترجمہ انکو
کہدے۔ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمہیں ڈراؤں
اور اسکو بھی جسے یہ قرآن پہنچے۔ کہدے اے نوع انسانی میں تم سب کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ آپؐ
کو کیا بلحاظ مقام کے اور کیا بلحاظ زمان کے تمام جہان کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ اور یوں فرمایا۔ ھُوَ
الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔ وکفیٰ باللہ
شہیدًا۔ اللہ نے اپنے ایسے رسول کو سچے دین کیساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ کہ اسکو تمام دینوں
پر غالب کرے۔ اور تمام دینوں کو اسکے ماتحت کرے۔ اور اسکے ساتھ ہمیشہ آپؐ گواہ ہے۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو دین حضرت محمد رسول اللہ صلعم لائے ہیں۔ اسکے ماتحت کل دینوں نے چلنا
ہے۔ اگر کوئی دین اسکی ماتحتی نہیں اختیار کرتا۔ تو وہ باغی ہے۔ وہ کسی عزت کے قابل نہیں۔
وانزلنا علیک الکتاب بالحق مصدقًا لما بین یدیہ من الکتاب۔ ومھیمنًا
علیہ فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق
(۲) وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم۔ (۳) وما
انزلنا علیک الکتٰب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ۔ صحفًا مطھرۃ
فیھا کتب قیمۃ۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ کہ جسقدر اسکے پہلے
کتابیں ہیں۔ انکی تصدیق کرے۔ اور انپر نگہبان اور حاکم ہو پس اللہ کی نازل کی ہوئی کے ساتھ
انکے درمیان فیصلے کرے۔ جو حق تجھے پہنچا ہے۔ اسکو چھوڑ کر انکی مرضی کے تابع نہ ہو۔ اور کہو۔ کہ
جو اللہ نے کتاب نازل کی ہے۔ میں اس ساری کو مانتا ہوں۔ اور تم سب میں انصاف کرنے اور حد
اعتدال پر لانیکے لئے میں مامور کیا گیا ہوں۔ اور یہ کتاب تجھ پر اسلئے نازل کی گئی ہے۔ کہ ان کے

تنازعات کو مٹائے۔ اور انکو ایک بنائے۔ ایسی کتاب دے کر جو انسانی تصرفات سے بالکل محفوظ اور پاک ہو اور تمام مضبوط کتابیں اسی میں ہی آجائیں۔ ان آیات بیّنات سے کیا یہ امر واضح نہیں کہ قرآن کے بغیر کوئی بھی مذہب اور کسی مذہب کا کوئی مسئلہ قابل قبول نہیں جب تک کہ یہ اسکی تصدیق نہ کرے۔ اور یہ اُسکی حفاظت نہ کرے۔ اسکے بغیر کوئی فیصلہ شرعی فیصلہ نہ سمجھا جائے۔ اور یہی ہے جو تمام مذاہب کو حد اعتدال پہ لانیوالا ہے۔ نیز جس مذہب کو خدا تعالیٰ نے قیامت تک محفوظ رکھنا منظور ہے۔ اور جس کتاب کو زندہ رکھنا مقصود ہے۔ وہ انہیں صحف مطہرة میں آگئی ہے

یا الٰہی ترا فرقان ہے۔ کہ اک عالم ہے ؛ جو ضروری تھا۔ وہ سب اس میں مہیا نکلا
سب جہان چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ؛ مےِ عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
مجھکو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا ؛ اب آسمان کے نیچے دین خدا یہی ہے

میں اس شخص سے پوچھتا ہوں جو روز روشن میں آنکھیں بند کرکے یہ کہتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ہوتے کوئی اور نبی بھی ہے۔ رات ہوتی۔ تو جہات میں مختلف ستارے نکلتے اور روشنی دیتے ہیں لیکن سراج منیر کے دور میں تو کبھی دوسرا سورج نہیں ہوا کرتا۔ کبھی روئے زمین پر دو سورج بھی ایک ہی وقت میں روشنی دیتے ہوئے دیکھے ہیں؟ اور سورج کے وقت میں کبھی کوئی ستارہ بھی دیکھا ہے؟ اور اگر دیکھا ہے۔ تو اسکا کیا فائدہ اور اسکی کیا روشنی محمد رسول اللہ صلعم تو سورج ہے۔ قمر منیر کے وقت میں بھی ستاروں پر شرم کی چادر پڑ جاتی ہے۔

کیا وہ شخص جو محمد رسول اللہ صلعم کے ہوتے ہوئے کسی اور رسول کا تابع ہوتا ہے۔ اور قرآن کے ہوتے ہوئے کسی اور کتاب کا تابع ہوتا ہے۔ اُسکی ایسی مثال نہیں؟ کہ ایک شخص کو تاریک رات میں ایک چھوٹا سا کمرہ روشن کرنیکے لئے ایک چراغ ملا جس میں تھوڑا سا تیل اور چھوٹی سی بتی تھی۔ کچھ رات تو وہ چراغ جلا۔ اور اسنے وہ روشنی دی۔ اور اسکا وہ کمرہ روشن رہا۔ پھر اُسکا تیل ختم ہوگیا اور بتی جل چکی۔ تو اسنے کسی اور چراغ کی فکر نہ کی۔ بلکہ اسی چراغ کے پیچھے پڑا رہا۔ یہانتک کہ اسنے اپنی باقی رات تاریکی میں کاٹی۔ جب سورج چڑھا۔ اور اسکی روشنی نے جہان کو گرمایا۔ تو

اسنے اپنے تمام دیئے انکو بند کیا اور کہا کہ مجھے تو یہی دیا کافی ہے۔ اور اسی کے ذریعے میں اپنے تمام کام کرونگا۔ یہ مثال ہے پہلے رسولوں اور شریعتوں کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلعم کی تیل سے مراد تازہ بتازہ وحی ہے۔ اور بتی سے مراد نبی یا ولی جو اسکے تابع ہے۔ جو کہ اس تیل کے ذریعہ سے روشنی کرتا ہے سورج کے چڑھنے کے وقت جو اس دیئے پر گرا ہوا ہے۔ کیا اسکو مجنون سمجھکر پاگل خانہ میں نہیں بھیجا جائیگا جب اسے کہا جائے۔ کہ سورج سے روشنی لے۔ تو وہ کہتا ہے۔ بیشک سورج کی بڑی روشنی ہے۔ اور بہت اچھا ہے۔ لیکن ہم اپنے گھر کا دیا کیونکر چھوڑیں۔ خواہ اب وہ کچھ بھی روشنی نہیں دیتا

قرآن شریف نے اگر بصراحت یہ بیان نہ کیا ہوتا۔ کہ بدوں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے نجات نہیں۔ تب تو یہ کہنے کی شاید گنجایش ہوتی۔ کہ باقی رسولوں کی اتباع بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجی ہے۔ لیکن جب قرآن اور محمد رسول اللہ بصراحت کہہ رہے ہیں۔ کہ کسی مسلمان کو اس خیال کو اپنے اندر جگہ دینا کیونکر ممکن ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین۔ ترجمہ جو شخص الاسلام کے بغیر کسی اور دین کو اختیار کرنیکی خواہش کرے سو ہرگز نہیں قبول کیا جاویگا۔ اُس سے اور وہ آخرت میں ٹوٹا پانے والوں سے ہوگا۔ اس آیت سے واضح ہے۔ کہ وہ الاسلام ہی ہے۔ جسکے بغیر کسی دین کو اختیار کرنا تو درکنار اسکی خواہش کرنا بھی دربار الٰہی سے مردود اور آخرت میں خاسر بنا دیتا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ الاسلام کا لفظ قرآن شریف میں کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہم تو وہی لکھتے ہیں جو شارع علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو اس وحی کے ضبط اور اسکے بیان کرنیکے لئے مامور تھے۔ جنکے حق میں یہ آیت ہے لتبین للناس ما نزّل الیہم۔ ترجمہ۔ تاکہ لوگوں کو کھول کر سنادے۔ جو انکی طرف نازل کیا گیا ہے۔" آپنے فرمایا ہے الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ و تقیم الصّلوٰۃ و تؤتی الزکوٰۃ و تحج البیت و تصوم رمضان۔ گواہی دینا کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور نمازوں کو قایم کرنا۔ اور

زکوٰۃ کا ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے نیز فرمایا ہے۔ بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت۔ اگر ہم اسلام کے معنی صرف فرمانبرداری کے لیں۔ تو یہ انکے معنی کے معارض نہیں۔ بلکہ یہ اس فرمانبرداری سے عین مراد ہے کیونکہ اگر فرمانبرداری سے عین مراد نہ بتلائی جائے۔ بلکہ اس مراد پر عامل کوئی نمونہ نہ ہو۔ تو اُسکا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ مطلق فرمانبرداری کا تو دامن ایسا وسیع ہے کہ نفس کی فرمانبرداری شیطان کی فرمانبرداری۔ یہ بھی اسلام ہی بنتا ہے۔ اور ایسی فرمانبرداری سے یا اسلام سے تو کوئی فرد بشر خواہ بدمعاش سے بدمعاش ہو۔ باہر نہیں رہ سکتا۔ پس مراد فرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نئے سے نیا کوئی رسول لیکر آوے۔ اسکے آگے اپنی گردنیں رکھ دو۔ یہی ہے۔ جو کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور دیگر انبیاء ع نے اپنی اپنی امتوں کو وصیت کی وا ے ہے اس شخص کے حال پر اور پتھر پڑیں اسکی عقل پر جو کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی قدیم الایام میں فرمان آتا ہے۔ اُس کو تو مانے ہوئے ہے۔ لیکن جب کوئی نیا پیغام بر آتا ہے۔ تو اسے کہدیتا ہے۔ کہ آپ بیشک پیغمبر ہیں اور آپ بہت اچھے ہیں۔ اور آپکو ضرورت کے مطابق خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن میرے پاس پہلا فرمان موجود ہے۔ میں تو اُسی پر چلونگا۔ اسکو فرمانبردار کبھی نہیں سمجھا جاویگا۔ فرمانبردار کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ جب فرمان آوے جو لیکر آوے اُسی کو مان لے جسکی طرف یہ آیت کریمہ ارشاد فرماتی ہے ما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا استمعوہ وہم یلعبون۔ ترجمہ کبھی بھی کوئی انکے پاس انکا رب نیا پیغام بھیجے۔ اسکی طرف کان تو رکھتے ہیں۔ لیکن اُسے لغو سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں فرمانبرداروں کی فرمانبرداری دیکھنے کے لیئے کچھ احکام بھیجتا رہا انہیں احکام پر چلنا۔ جو کسی وقت میں آئیں۔ فرمانبرداری ہے۔ کیونکہ اُسوقت کی ضرورت ایسے ہی احکام کی مقتضی ہے پس ہم اصل آیت کے معنے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کہ الاسلام کے

بغیر کوئی بھی دین ہو۔ اس دین کی خواہش انسان کو مردود اور خاسر بنا دیتی ہے الا اسلام وہی ہے
جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعریف فرمائی ہے۔ اور جن امور پر اُسکی بنا رکھی ہے۔
آیت ثانیہ جس سے یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ بدوں سید المرسلین کے اتباع کے نجات نہیں
قَالَ عَذَابِیٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا
لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۟ۚ اَلَّذِیْنَ
یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ
وَ الْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ
وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ
عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ
اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۟ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ا لَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ
وَ یُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ پارہ ۹ رکوع ۹
(۲) قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ
فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۔ اس آیت شریفہ کا ابتدا موسیٰ علیہ السلام کی اس
دعا کا جواب ہے۔ جو کہ انھوں نے طور پر اپنی قوم کو ہمراہ لئے ہوئے کی تھی جس وقت کہ خدا کی گرجتی
ہوئی آواز بیں طور سے انکی قوم نے سنیں اور کہا۔ کہ ہم آیندہ خدا کی آواز سننا نہیں چاہتے جبکہ
سید المرسلین کے متعلق پیشگوئی موسیٰ کلیم اللہ نے بیان فرمائی۔ کہ اگر تم اس کلام کو نہیں سنتے تو میں
تمہارے بھائیوں میں سے موسیٰ کی مانند ایک نبی برپا کرونگا (کتاب استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸)
اور اعمال الحواریین باب ۳
ترجمہ آیت۔ فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں پہنچاؤں اور میری رحمت نے ہر ایک

چیز کو گھیرا ہے۔ اس رحمت کو میں ضرور ان لوگوں کے لئے جو تقویٰ کرینگے۔ اور زکوٰۃ دینگے۔ اور ہماری آیتوں کو مانیں گے۔ جو لوگ کہ تابع ہوتے ہیں۔ اس نبی امی رسول کے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے۔ اور طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام ٹھہراتا ہے۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے۔ اور تعظیم و مدد کی۔ اور اس نور کے تابع ہوئے جو اسکے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ نجات پانیوالے صرف یہی ہیں۔ کہدے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول ہوں۔ اس اللہ کی طرف سے جسکا راج آسمان زمین میں ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں فنا و بقا ہے۔ تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور اُسکے نبی امّی رسول پر نہ صرف ایمان ہی لاؤ۔ بلکہ اُسکے عملی طور پر پیرو ہو جاؤ۔ تو تم ہدایت پاؤ گے۔ یہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں آئی ہیں۔ سو جو بینا بنے گا۔ تو اسکا اپنا بھلا ہو گا اور جو اندھا ہی رہنا چاہے تو اُسکا ہی بُرا ہو گا۔ میں تم پر داروغہ نہیں۔

ان آیات بیّنات میں کم سے کم تین امر غور کرنیکے قابل ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ہی کے ماننے والوں کو بلکہ اس نور کے پیرو ونکو جو آپ پر اترا ہے۔ نجات کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور نجات کا اُن پر حصر کیا۔ جو کہ ضمیر الفصل اور معرف باللّام سے ظاہر ہے۔ اولٰئك هم المفلحون۔ اور امر دوم یہ کہ اس رحمۃ للعالمین اور للعالمین نذیراً نے سارے جہان کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ اُس امی رسول کو مانو۔ ماننے کے یہ معنی ہیں کہ اُسکے تابع ہو جاؤ۔ تب تمہیں ہدایت پانیکی امید ہے تیسرا امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو کچھ محمد رسول اللہ کے پاس آیا ہے۔ وہ آنکھیں ہیں۔ اور کسی نے بینا بننا ہے۔ تو انہیں کے ذریعہ سے بنے گا۔ انکے بغیر اندھا ہے۔

ہم اُس شخص سے جو کہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے ہوتے ہوئے کسی اور رسول کے اتباع میں برکت سمجھتا ہے اور اُسے باعث نجات سمجھتا ہے۔ ایک مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک مؤثر کا پتہ اسکے اثر سے لگتا ہے اور ہر ایک علت یا سبب کا پتہ اُسکے مسبب سے۔ پس اگر باقی انبیاء کے بھی تاثیرات اور فیضان اسی طرح پر جاری ہیں جیسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو تیرہ سو برس میں جسقدر علماء و دین صلحاء اولیاء۔ اللہ سے الہام

پانیوالے ہزاروں کو اپنے نفس قدسیہ سے پاک کردینے والے اخلاق رذائل سے لاکھوں کو مطہر بنا دینے والے جن پر ہزاروں امور غیبیہ کا کشف ہوتا رہا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں تحدیوں کے ساتھ پیش ہوتے رہے لاتعداد پیدا ہوئے۔ غرض جو تاثیر نبیوں کی ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح یہودیوں میں عیسا یوں میں سناتن دھرموں میں بدھوں میں اور لوٹ اور کنفوشس اور زندوستادیاتر کے پیروؤں میں اسکی نظیر دکھلاؤ۔ اسطرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے کے تلے لاکھوں شیر غرّاں ہیں اس طرف ایک پلنگ کی تصویر تو دکھلاؤ۔ اگر شیر نیستان نہیں تو شیر قالین ہی سہی ؎

عجب نوریست در جان محمدؐ — عجب لعلیست در جانِ محمدؐ
ز ظلمتہا دلے آنگاہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را — کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اسلام کے وہ معنی لو جو تیرہ سو برس سے مسلمان لیتے چلے آئے اتباع غیر سبیل المومنین موجب جہنم ہے۔

سلم الوصول الی اسرار اسراء الرسول

مصنّفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

لیکن قبل اسکے کہ ہم وہ حکمت وضرورت بیان کریں چند ایسی باتیں اور بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن سے معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا غلط در غلط ثابت ہو۔ اور وہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) خدا ہروقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھا جبکہ آیت کریمہ ھو معکم اینما کنتم سے ظاہر ہے (۲) خدا انکے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا چنانچہ اسی آیت وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ شاہد ہے (۳) جبرئیل کو آپ اوئل وحی میں بصورت اصلی دیکھ چکے تھے۔ اور تمثیلی صورت میں جبرئیل ہمیشہ آپ کے پاس آتے رہتے تھے جیساکہ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے (۴) عرش کوئی مستقل مخلوق شئی نہیں۔ بلکہ خداوند تعالیٰ کی عظمت وجبروت کا گویا دوسرا نام ہے۔ نسیم دعوت ملاحظہ ہو۔ (۵) کرسی خدا کا علم ہے کرسیہ علمہ (بخاری) (۶) خدانے حضرت موسیٰؑ سے من وراء حجاب زمین پرہی کلام کیا۔ اسلئے لا نفرق بین احد من رسلہ کے مطابق معراج نبوی بجسد عنصری نہیں ہوسکتا۔ نہ اسکے لئے کوئی موٹو پایا جاتا ہے۔

معراج نبوی کے کشفی ہونیکی حکمت وضرورت حسب ذیل ہے۔

صحیح بخاری پارہ ثالث میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہا اُسنے آفتاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گرہن لگا۔ سو آپ نے نماز پڑھی۔ کہا لوگوں نے یارسول اللہ ہمنے آپکو آپ کی جگہ پر دیکھا۔ کہ آپنے کچھ چیز پکڑی ہے پھر ہمنے آپکو دیکھا۔ کہ آپ پیچھے ہٹ گئے پس فرمایا آپنے میں نے جنت کو دیکھا۔ سو اس سے مینے میوہ پکڑنیکا ارادہ کیا۔ اور اگر میں اُسکو پکڑ بھی لیتا۔ تو تم اس سے جب تک دنیا باقی رہتی کھاتے پیتے۔"

اور بخاری کے اسی پارہ میں اسمار بنت ابی بکر سے جو روایت ہے۔ اس میں بھی یہی

بیان ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھنے کے بعد فرمایا۔ کہ نماز کی حالت میں جنت اور دوزخ میرے قریب کی گئیں۔ یہانتک کہ اگر میں دلیری کرتا۔ تو جنت کے میووں میں سے کچھ میوے تمہارے لئے توڑ لیتا۔ اور دوزخ اسقدر قریب کی گئی۔ کہ مینے کہا کہ اے میرے رب کیا میں اسکے ساتھ ہوں اسی حالت میں ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا۔ جس نے بلی کو ایسا بھوکا رکھا تھا۔ کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی تھی اس عورت کو اس وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔

پھر بخاری کے اسی پارہ میں انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ ہمکو نبیؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر چڑھے اور دونوں ہاتھوں سے مسجد کی طرف اشارت کی پھر فرمایا۔ البتہ مینے اب ابتدا اس وقت سے کہ مینے تمکو نماز پڑھائی ہے جنت اور آگ (دوزخ) کی صورت اس دیوار کے قبلہ میں دیکھی ہے"

ان روایتوں سے ثابت ہے۔ کہ بہشت و دوزخ اسی زمین پر نماز کی حالت میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئیں سدرۃ المنتہےٰ کا بہشت کے پاس ہونا مولوی ابراہیم صاحب کو مسلم ہے۔ پس جب بہشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی زمین پر نماز کیحالت میں پیش کی گئی۔ تو سدرۃ المنتہےٰ کا اسی طرح پیش ہونا کیا مشکل ہے۔

لہذا عقل اس بات پر شہادت دیتی ہے کہ شب معراج میں جو نظارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش ہوئے۔ وہ کشفی نظارے تھے۔

اب ان کشفی نظاروں کی حکمت اور ضرورت بھی سن لیجئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی زمین پر کشفی طور پر ملکوت السمٰوات والارض کی سیر کرائی چنانچہ آیت کریمہ وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین (سورہ الانعام) اسپر شاہد ہے۔ اسلئے عقلاً ضروری تہا کہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کو بھی زمین پر ہی ملکوت السمٰوات والارض کی کشفی سیر کرائی جاتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا فللّٰہ الحمد۔ اسموقعہ پر یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ جس طرح اللہ تع

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک کشفی سیر کرانیکے متعلق فرمایا "کذٰلک نری ابراھیم" اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیر کشفی کے متعلق فرمایا "لنریہٗ من اٰیاتنا"۔ پس کچھ شک نہیں کہ جس قسم کی رویت ملکوت السمٰوات والارض کی ابراہیم کو پیش آئی اسی قسم کی رویت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نصیب ہوئی۔ ہاں ابراہیمی معراج اور محمدی معراج میں جو فرق ہے۔ وہ کتب کے مطالعہ کرنیوالوں سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن اخویم شیخ یعقوب علیصاحب ایڈیٹر الحکم نے ترجمۃ القرآن پارہ پانزدہم میں جو ایک تفسیری نوٹ بعنوان معراج اور اسکی حقیقت لکھا ہے۔ اُس سے یہ فرق نہایت عظیم الشان اور لطیف رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور معراج کی حکمت اور ضرورت بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے اسلئے اسکا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

واقعہ معراج ایک رویا ہے۔ تو پھر رؤیا کے واقعات کی تفسیر علم الرؤیا سے کرنی چاہیئے تھی۔ مگر ان لوگوں نے اور معترضین اسلام نے ریویو نگاروں کے اس ستر کو نہیں سمجھا . . . آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ایک کشفی نظارہ تھا جس میں آپ کی آیندہ تمام کامیابیوں کا نقشہ دکھایا گیا تھا اس علم کی اصطلاحیں اور لغات چونکہ اور ہیں۔ اسلئے انکے معنی اسی زبان کے محاورات پر کرنے چاہئیں۔ اور اگر اس طریق کو مدنظر نہ رکھا جائے۔ تو سخت غلطی کا احتمال ہے۔ پس اب میں ان واقعات کے معانی علم الرؤیا کی لغات کے موافق ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ اور ناظرین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کی طرف متوجہ کرتا ہوں وہ دیکھیں کہ کس طرح یہ وہ پورے ہوئے۔

رؤیا میں اگر دیکھے (بیت المقدس) تعبیر عزت و کامیابی ہو۔ اور تمام انبیاء کے علوم اس پر کھولے جاویں وارث انبیاء بنے (۲) براق۔ گھوڑے پر اڑنا دلیل ہے۔ اس امر کی کہ دین اور دنیا کی بزرگی حاصل کرے۔ سفر کے بعد بڑا مرتبہ حاصل ہو (۳) رؤیا میں اگر دیکھے۔ جبرئیل حصول علم کے لئے سفر کرنا امن پانا اور اعداء پر مظفر و منصور ہونا (۴) میکائیل۔ جائز کاموں کا حکم کرے اور ناجائز سے روکے اور عزت حاصل ہو (۵) آسمان اول پر چڑھنا۔ کمی عمر کی دلیل ہے (۶)

آسمان سوم پر چڑھنا۔ دنیا میں عزت و اقبال حاصل ہو۔ (۷) آسمان چہارم پر چڑھنا قرب سلطان اور حصول سلطنت (۸) آسمان پنجم پر چڑھنا جزع فزع اور جنگ و مخالفت (۹) آسمان ششم میں چڑھنا لازوال سعادت و جاہ حاصل ہو (۱۰) آسمان ہفتم پر چڑھنا۔ علو قدر میں بے نظیر و بے مثل ہو (۱۱) آسمان کے دروازے کھلنا۔ قبولیت دعا اور حقیقی خیر و برکت کی دلیل ہے (اگر رؤیا میں دیکھے (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اسکے جلت حصول عزت عند اللہ قوت دین (۱۳) نزول الرب۔ نصرت و مغفرت و توبہ (اگر رویا میں دیکھے) (۱۴) عرش عز و جاہ مرتبہ ریاست اور رحمت (۱۵) اور اگر رویا میں دیکھے) کرسی۔ علم صدی کھلے (۱۶) لوح محفوظ کو دیکھے۔ عالم مومن اور مقبول الکلام ہونیکی دلیل ہے (۱۷) آدم علیہ السلام کو دیکھے۔ بزرگی و دولت حاصل ہو۔ آدم علیہ السلام سے کلام کرنا۔ تحصیل علم لدنی کی دلیل ہے (۱۸) عیسیٰؑ کو دیکھنا۔ حکیم ہونے کی علامت ہے (۱۹) یحییٰؑ کو دیکھنا حق تعالیٰ کی طرف سے توفیق خیر عطا ہو (۲۰) یوسفؑ کو دیکھنا۔ دلیل ہے کہ قریبی رشتہ دار اسپر الزام لگائیں۔ پر انجام میں شرف اور بزرگی حاصل ہو اگر رؤیا میں (۲۱) ادریسؑ کو دیکھے تو کامیاب اور بلند مرتبہ ہونیکی دلیل ہے (۲۲) موسیٰ علیہ السلام کو دیکھے تو اہل و عیال کے ساتھ ابتلا میں پڑے۔ مگر بعد میں حال اچھا ہو جاوے۔ اور دشمنوں پر فتح پاوے۔ اور اس ملک کا بادشاہ اور سرکش سردار ہلاک ہو (۲۳) اگر فرشتے (رویا میں دیکھے) دلیل ہے۔ کہ بادشاہ با اقبال بادین اور با دیانت ہو اور عالم پرہیزگار (۲۴) سدرۃ المنتہےٰ (رویا میں دیکھے) کل وعدے پورے ہو جائیں (۳۰) شراب۔ خوشبو و خوش ذائقہ خیر و خورمی اور ستائش دین۔ علم نافع ذکر الٰہی (۳۱) شہد۔ علم و دانش۔ فراخی روزی قرآن کریم (۳۲) دودھ۔ فطرت (۳۳) مروارید۔ علم و حکمت پسران دختران ترقی دین و دیانت مال و دولت (۳۴) قلمیں امور حق و اوامر اللہ تعالیٰ (۳۵) قلب کو چیر کر آب زمزم سے دھونا۔ ترقی فہم و عقل کی علامت ہے (۳۶) امامت انبیاء علیہم السلام۔ اسکی امت میں ایسے لوگ ہوں جو انبیاء کے مثیل ہیں (۳۷) جنات کی باتیں سننا۔ دلیل ہے۔ کہ عظیم الشان لوگ اسکے ماتحت ہو جاویں۔ ان واقعات کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر جب ہم نظر کرتے ہیں۔ تو یہ تمام امور پورے ہو گئے۔ اور اس پر کوئی دہریہ مثل بلسبیت بھی اعتراض اور

انکار نہیں کر سکتا۔ نہایت ہی اختصار کیساتھ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ یہ واقعات کس طرح پورے ہوئے (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور کامیابی میں کیا شک ہے۔ اور آپ پر کل انبیاء کے علوم کھولے گئے۔ قرآن مجید کو فیہا کتب قیمہ کا مصداق بنایا گیا (۲) براق کے لحاظ سے دین اور دنیا کی بزرگی آپ کو بعد سفر عطا ہوئی یعنی ہجرت آپ کی تمام کامیابیوں کا پیش خیمہ ٹھہری۔ دین دیا۔ تو ایسا کہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی آواز آپ نے سن لی اور شرف اور بزرگی ایسی ملی کہ وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ آپکی شان میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہو گا۔ (۳) جبرئیل کے رنگ سے آپ مکہ کی بدامنی کی زندگی سے نکل کر امن میں آئے۔ اور پھر مدینہ میں خود واقعات پیش آئے۔ آخر تمام بدامنیاں امن سے مبدل ہو گئیں۔ اور اعداء پر ایسی کامیابی اور فتح وظفر ملی کہ آپ کی زندگی میں آپ کے دشمن ہلاک ہو گئے۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا اور اذا جاء نصر اللہ والفتح کی پاک صدائیں آپنے سنیں اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ وہ فتح وظفر آپ کو عطا ہوئی۔ کہ دنیا میں کسی کو نہیں ملی (۴) آپ نے میکائیل کو دیکھا۔ جسکے معنی تھے۔ کہ آپ جائز کاموں کا حکم کریں۔ اور برے کاموں سے روکیں۔ پھر یامر بالمعروف و ینھی عن المنکر۔ آپ کی شان ہے۔ تمام بدیوں سے آپ نے روکا۔ اور منع کیا۔ اور تمام نیکیوں کی ہدایت کی (۵) کمی عمر آپ کی ظاہر ہے۔ کہ صرف ترسیٹھ سال کی عمر پائی۔ جو دوسرے تمام انبیاءؑ کے مقابلہ اعمار میں بہت کم ہے (۶) علم وحکمت آپکو قرآن کریم کے ذریعہ دیا گیا۔ اور ویعلمھم الکتاب والحکمۃ آپ کی شان ہے (۷) دنیا میں عزت واقبال حاصل ہوا۔ وہ ایک ظاہر امر ہے (۸) سلاطین کا قرب بھی ظاہر امر ہے۔ آپ کے اتباع یعنی صحابہ کو سلاطین زمن بنا دیا (۹) جنگ ومخالفت آپ کی جس قدر ہوئی ہے۔ وہ بھی ظاہر امر ہے۔ غرض اس طرح پر جو کچھ آپ کو دکھایا گیا تھا۔ وہ اسی طرح پر پورا ہوا۔ پس یہ تمام واقعات آپ کی آیندہ زندگی کی پیشگوئیاں تھیں۔ اور اپنے اپنے وقت پر وہ پوری ہو گئیں۔ یہ تھا اصل معراج اس پر کسی شخص کا کوئی بھی اعتراض بحمد اللہ نہیں ہو سکتا آپکی زندگی آپ کے تمام واقعات اور حالات حجت نیرہ تھے اور ہیں دنیا کے لئے پس جس

رنگ میں معراج کو سمجھا گیا ہے۔ وہ کوئی حجت پوری نہیں کر سکتا۔ ہاں عجائبات میں داخل ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے علماء میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور معترضین نے اس پر اعتراض بھی کئے۔ لیکن جو کچھ یہاں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ایک صاف امر ہے۔ اور آپ کی زندگی کا یہ درخشاں حصہ ہے۔ اور یہی معراج اور اسکی حقیقت ہے۔ اور کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے"۔

الرؤیا کی تعبیرات مذکورہ بالا میں اگر کسی کو تامل ہو۔ تو وہ یاد رکھے۔ کہ شب معراج میں آنحضرتؐ کے روبرو جب دودھ پیش ہوا۔ اور آپنے اسے پسند فرمایا۔ تو حضرت جبریلؑ نے دودھ کی تعبیر فطرت اسلام سے کی تھی۔ معراج کے تمام واقعات میں سے صرف ایک واقعہ کی تعبیر حضرت جبریلؑ کی طرف سے ہونا العاقل تکفیہ الاشارہ کے مطابق یہ اشارہ تھا کہ اہل عقل باقی واقعات معراج کی تعبیر علم تعبیر والرؤیا کے مطابق خود سمجھ لیں۔ پس معراج نبوی کے کشفی ہونیکی حکمت وضرورت اب اظہر من الشمس ہوگئی۔ اور نادان ملانوں نے اس امر کو نہ سمجھکر جو معراج نبوی کو بجسد عنصری ٹھہرایا تھا۔ اُس کی غلطی وبطالت اور انکے عقل وفہم کی حقیقت کھل گئی۔ سرمدؒ نے سچ کہا ہے ؎

ملا گوید احمدؐ بہ فلک بر شد ؛ سرمد گوید فلک در احمدؐ در شد

(باقی آئندہ - سید صادق حسینؒ)

معارف قرآن مجید

مقتبسہ از افاضات مولنا نور الدین ادام اللہ مجدہٗ رب العالمین

مومن کبھی ذلیل نہیں ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔ عزت اللہ کے لئے اور اسکے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے منافقین ایسی باتوں سے بےعلم ہیں پس مومن اور پھر ذلیل یہ غیر ممکن ہے مومن تو اسی دنیا میں بہشت پا لیتا ہے صحابہ کرام نے جب جاہلیت کے عقائدٔ فاسدہ سے توبہ کی اور اسلام کے پاک عقایدٔ پاک اعمال اختیار کئے تو سب سے پہلی جنت انکے لئے یہی تھی پھر جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو یہ بھی انکے لئے جنت ہی تھی پھر جب ملک پر ملک فتح کئے تو ایک دنیا کے فاتح کہلائے تو یہ بھی انکے لئے جنت تھی پھر جب دنیا سے کوچ کرنے پر پہلی منزل قبر (قبر وہ ہے جہاں انسان اپنے اعمال کے بدلے میں بعد الموت رہتا ہے) بھی روضۃ من ریاض الجنۃ ہو گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی بیبیاں جنگ میں اپنے ساتھ رکھتے دراصل آپ ان جاہلوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ دیکھو اللہ تعالےٰ مجھے ذلیل نہیں کرتا ورنہ جنگ کیسے خطرہ کا موقعہ ہے اور دستور کے لحاظ سے بیبیوں کا قید میں پڑ جانا یا اور طرح ذلیل ہونا ممکن ہے مگر اللہ تعالےٰ میرا حامی و ناصر ہے وہ مومن کے اعدار کو کوئی ایسا موقعہ نہیں دیتا۔

حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہوئے یہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوۃ الدنیا کے خلاف نہیں موت تو سبھی کو آتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں معزز و مکرم کون ہے وہ جسکی

نسل کا بچہ پیدا ہوتے ہی سیّد سردار کا لقب پاتا ہے یا وہ جس کے نام پر کوئی اپنا نام بھی نہیں رکھتا اور نہ کوئی کہتا ہے کہ میں اسکی نسل سے ہوں جس کے نام کا تصوّر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے پڑھتے ہوئے بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم پ۲۶ محمد اور پارہ دوم رکوع ۲۵ میں واذا تولی سعی فی الارض ویفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل۔

احیاءِ موتی سے کیا مراد ہے؟

قرآن مجید کو بتوجہ تمام مطالعہ کرنے سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے صفات وافعال میں بے مثل ہے ولیس کمثلہ شیئ ایک اللہ تعالیٰ کا احیاء ہے ایک انبیا کا احیاء ہے چنانچہ ایک مقام پر فرمایا۔ یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم جس سے کھلتا ہے کہ رسول کا احیاء کیا ہے اور اسی سے مسیح کے احیاء کی حقیقت کھل جاتی ہے لیکن اگر کسی کی اس آیت سے تسلی نہ ہو تو اسکے لیے پارہ ۸ سورہ انعام رکوع ۲ کا ابتدا ہے اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت لیس بخارج منھا ہدایت کی راہ دکھانیوالی ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ دنیا میں مردہ کون ہے جو ظلمات میں پڑا ہے اور زندہ وہ جس کے لیئے نور ہے کہ وہ اسکی روشنی میں لوگوں میں چلتا ہے۔

گرامو فون سے نصیحت

مومن کو چاہیئے کہ ہر ایک چیز سے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے گرامو فون کو محض تفریح کا ذریعہ سمجھا گیا ہے انسان غور کرے تو اسکے لیے عبرت کا موجب ہے جس طرح ایک شخص کی آواز اس میں بند ہوتی ہے اور پھر اسکے تمام انداز محفوظ ہو جاتے اور عام مجالس میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح اگر انسان یہ یقین رکھے کہ جو کچھ وہ بولیگا اسکا ریکارڈ بھرنیوالے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید پ۲۶ کے ماتحت پاس ہی موجود ہوتے ہیں اور اسکے اعمال و اقوال کا اثر ذرات عالم پر پڑ کر محفوظ رہتا ہے اور پھر یہ سب کچھ ظاہر ہوگا تو وہ کبھی ایسا کلمہ نہ بولے نہ کام کرے جو خلاف شریعت ہو گیا کوئی شخص جسے یقین ہو کہ میری آواز فونوگراف میں بھری جا رہی ہے کوئی ایسا

فقرہ بولتا ہے جس سے اسکا ناپاک اور خبیث ہونا ہرگز ظاہر نہیں۔ تو پھر باوجودیکہ کلام الٰہی میں نص صریح ہے۔ کہ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید وہ کیوں گندی باتیں کرے۔ ایک دن آتا ہے کہ یہ سب کچھ ظاہر کیا جاویگا۔ اسوقت جو ندامت و فضیحت ہوگی۔ وہ ایک شریف انسان کے لئے عذاب سے بڑھکر ہے۔ یاد رکھو کہ جو کچھ ہم منہ سے بولتے ہیں۔ اسے محفوظ کرنے والے خدا کے فرستادہ موجود ہوتے ہیں۔ اور ہماری باتوں اور کاموں کا اثر ذرات عالم اور اعضار انسانی پر پڑتا ہے۔ قیامت کے دن گرامو فون کی طرح یہ سب کچھ واپس ہوگا اور اسوقت فضیحت ہوگی۔ اگر پہلے ہی سے ہم نہ سنبھل گئے۔

تنزل کے اسباب اور اس کا علاج

مسلمانوں میں کسل ہے خود پسندی ہے۔ خود غرضی ہے۔ چشم پوشی کم ہے۔ تفرقہ ہے۔ ظاہر و باطن یکساں نہیں جھوٹ بولتے ہیں۔ تکبر اور دوسرے کی تحقیر ہے۔ اسکا علاج یہ ہے۔ کہ دعاؤں میں لگے رہیں۔ اسباب سے کام لیں اور پھر انکے نتائج کے لئے اللہ پر بھروسہ کریں۔ خود پسندی اور تکبر چھوڑ دیں۔ وحدت اختیار کریں۔ نیک نمونہ دکھائیں۔ نمک کھانیکو سنوارنے والی چیز ہے۔ لیکن اگر نمک ہی بگڑ گیا۔ تو کھانے کو بجائے سنوارنے کے خراب کریگا۔ صدق و راستبازی سے پیار کریں۔ اتحاد و اتفاق کی طرف مائل ہوں اپنے دکھوں اپنے مرضوں کا علاج قرآن مجید سے تلاش کریں قرآن مجید کو ہر امر میں حکم اور امام بنائیں عجز و کسل کہ عبارت ہے اسباب مہیا نہ کرنے اور مہیا شدہ سے کام نہ لینے سے اس سے بھاگیں مستعد ہو جائیں۔ کیونکہ مومن سست نہیں ہوتا۔ ایکدفعہ کوئی خطرہ پیش آیا صحابہؓ کرام میں سے ہوشیار لوگ فوراً اس طرف دوڑے مگر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس بھی آ رہے ہیں۔ پھر اور لوگ تو ایک زرہ پہنتے تھے مگر آپ دو زرہ پہنتے۔ اس ایک بات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مومن کو کسقدر محتاط و ہوشیار رہنا چاہیئے افسوس ہے کہ جو آجکل مومن بلکہ مومنوں کے پیشوا کہلاتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ سست ہوتے ہیں۔ نہ اپنی اولاد کا فکر نہ کھانیکا نہ پہننے کا۔ بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمیں دنیا سے کیا

حالانکہ جس دُنیا کی مذمّت کی گئی ہے۔ وہ عبارت ہے۔ اس سازوسامان میں انہماک سے جو خدا سے غافل کردے۔ اور بے حقیقت کاموں میں لگا دے یعنی جو لہو و لعب ہو۔ جیسا کہ فرمایا۔ انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولھو۔ نہ کہ اچھے کپڑے اچھے کھانے اور ان کے اسباب مہیا کرنے سے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل شدن ؞ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا انکو دعوٰی ہے۔ انکا تو یہ حال تھا۔ کہ جب ایک جنگ میں بعض صحابہ کی غلطی سے مومنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ تو آپ تن تنہا جس طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی بڑھے۔ اور انا النبی ولا کذب انا ابن عبد المطلب کا نعرہ لگانا شروع کیا دیکھو صاحب لڑائی ہے۔ تو مجھ سے ہے میں موجود ہوں۔ اگر کوئی جانا ہے جائے۔ میں میدان جنگ میں موجود ہوں یہ تھا آپکا استقلال۔ اور یہ تھی آپ کی ہمت۔ یہ تو نبوت کے وقت کا ذکر ہے اس سے پہلے بھی آپنے نوجوانی کے عالم میں اپنے بے عدیل بیدارمغزی کا ثبوت دیا۔ آپ نے نوجوانوں کی ایک انجمن بنائی جس کا کام تھا مظلوموں کی حمایت۔ ایک مظلوم آپ کے پاس آیا۔ جس کی شکایت اسنے کی۔ وہ بڑا آدمی تھا۔ کوئی اسے کہنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ آپ خود گئے اور کچھ ایسے دلاویز طریق سے تقریر کی۔ کہ اسکا حق اسے دلا دیا۔ اسی طرح قیصر روم کی طرف سے ایک شخص مقرر ہوا۔ کہ وہ جوڑ توڑ کرکے عرب پر قیصر روم کا اثر بڑھا دے۔ اور یہ ملک اس کے قبضے میں آجائے۔ آپ نے فوراً اسے بھانپ لیا۔ اور اس قومی نمک حرام کو پیش کر دیا۔ پس اے دوستو! تم اس نبی کی امت ہو۔ تو ایسا ہی حزم و احتیاط ہمت استقلال اور محنت اختیار کرو۔ فلا تھنوا و تدعوا الی السلم و انتم الاعلون ولن یترکم اعمالکم۔

الا المودۃ فی القربٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلان فرمایا لا اسئلکم علیہ من اجر۔ کہ میں اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ہاں مودۃ فی القربٰی چاہتا ہوں۔ لوگوں نے اسکے معنے کئے ہیں حضرت امام حسین و سیدۃ النساء سے محبت کرو۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے۔ مگر یہ سورۃ

گئی ہے۔ اور اسوقت امام حسینؓ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اسکے خوب معنے کئے ہیں۔ کہ تمام عرب آپس میں خانہ جنگیاں چھوڑ کر اتحاد و مودت پیدا کرلو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قوم میں رشتہ تھا۔ پس آپ نے فرمایا۔ ان خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر مودۃ اختیار کرلو۔ کہ اس میں بھی تمہارا ہی بھلا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ جو چیزیں تمہیں اللہ کے نزدیک کرتی ہیں۔ ان کی محبت پیدا کرو اور انکے حصول کی کوشش و آرزو میں لگجاؤ۔ تیسرے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کی محبت رکھو۔ تینوں معنی صحیح اور پاکیزہ ہیں

ماکنت بدعًا من الرسل جو لوگ پیچھے آتے ہیں۔ وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ کیونکہ پہلے لوگوں کے حالات ان تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس عقلمند ان سے فائدہ اٹھا کر خود ان غلطیوں میں نہیں پڑتے جن میں وہ پڑ کر ہلاک ہوئے۔ بلکہ ان راہوں پر چلتے ہیں۔ جن پر اگلے چل کر فائز المرام ہوئے حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی صداقت کی دلیل پیش کی۔ اور لوگونکو متوجہ کیا۔ کہ مجھ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں خصوصاً بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان اپنے مثیل ہونیکی گواہی دے چکا ہے وشهد شاهد من بنی اسرائیل علی مثلہٖ انکے منہاج پر غور کرو۔ تو میرا صدق کھلجائیگا پھر صحابہ کرام سے بڑھکر ہم خوش قسمت ہیں۔ کہ ہم میں جو ولی اللہ آیا۔ اس سے پہلے ہزاروں اولیاء اللہ گزر چکے ہیں۔ ان کی کتابیں ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ تمام دنیا کی رسالتیں کھل کر ہم تک پہنچ چکی ہیں مجوسیوں یہودیوں نصرانیوں۔ ہندوؤں کے پیغمبروں اور ان کے مذہب کی کتابیں مل سکتی ہیں پس ایسے وقت میں اگر کوئی تقوٰی سے لبریز دل لیکر غور کرتا۔ تو اس فرستادہ الٰہی کی شناخت میں اسے کیا مشکل تھی۔ آسمان سے نزول کے معنے بھی ایلیا کی پیشگوئی یوحنا میں پوری ہونے سے حل ہو چکے ہیں۔ ملاکی نبی باب ۴ آیت ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن۔ کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ اور وہ باپ دادے کے دلوں کو بیٹوں کی طرف اور بیٹیوں کے دلونکو انکے باپ دادوں کی طرف مائل کریگا۔ یہ پیشگوئی ہے اسکے پورا ہونیکا حال متی باب ۱۱ آیت ۷ میں پڑھو۔ الیاس جو آنیو الا تھا۔ یہی ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ انجیل مرقس

باب ۹ درس ۱۱-۱۳ میں یہی مضمون ہے

پیشگوئی کا علم قبل از وقوع نہیں کھلتا

ہجرت سے چھٹے سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک رؤیا ہوا۔ کہ ہم مع صحابہؓ مکہ میں گئے ہیں۔ اور عمرہ کے بعد حلق کروا رہے ہیں۔ اس بنا پر آپ نے پندرہ سو کے ہمراہ مکہ کی طرف کوچ کیا۔ حدیبیہ کے پاس مقام فرمایا۔ ادھر سے مکہ کے لوگ مقابلہ کو نکل آئے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم آپ سے لڑنے کے لیے نہیں آئے۔ آپ ہم کو اجازت دیں۔ کہ بیت اللہ کا طواف کر کے چلے جائیں۔ اس پر بڑا لمبا مباحثہ ہوا۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ ایک عہد نامہ لکھا جاوے۔ دو فہرستیں تیار ہوں۔ ایک میں نبی کریم صلعم اور ان قبیلوں کے نام ہوں جو انکے ساتھ ہیں۔ اور ایک طرف مشرکین اور انکے ہمراہی قبیلوں کے نام ہوں۔ دوم یہ کہ اس سال آپ واپس تشریف لیجائیں۔ اور آئندہ سال حج کے لئے آویں۔ آپ نے اسے منظور فرما لیا حالانکہ صحابہؓ سے بہت اس پر راضی نہ تھے۔ سوم یہ کہ اگر کوئی ہم (مشرکین) میں سے مسلمان ہو جائے تو وہ آپ ہمراہ نہ لیجائیں۔ نہ مدینہ میں رہنے دیں۔ اور اگر آپ (نبی صلعم) میں سے کوئی مرتد ہو جائے۔ تو ہمیں واپس دیا جائے۔ اسے بھی آپ نے مان لیا۔ حضرت عمرؓ خصوصیت سے اس پر گھبرا رہے تھے چہارم یہ کہ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھنے لگے تو مشرکین مانع ہوئے اور کہا کہ ہم اگر آپکو رسول مانتے۔ تو یہ جھگڑا ہی کیوں کرتے۔ یہ لفظ چونکہ لکھے جا چکے تھے حضرت علیؓ کو انکا مٹانا گوارا نہ تھا۔ اسلیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود مٹا دیا۔ یہ چار شرطیں ایسی تھیں۔ کہ صحابہ کو اس پر بڑا قلق تھا۔ ایسی حالت میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا۔ اب بتاؤ اسوقت اس پیشگوئی کا سمجھ میں آنا آسان تھا۔ ہرگز نہیں۔ مگر صحابہؓ بہت سعید تھے وہ خدا کے وعدوں پر ایمان لائے۔ تو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز ہوئے۔

ایمان بالغیب کے انعامات

(۱) اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ (لقد رضی الله عن المؤمنين) مومنین کہلائے شیعہ اس مقام پر غور کریں۔ جو صحابہ کو منافق قرار دیتے ہیں۔ فعلم ما في قلوبهم سے ظاہر ہے کہ انکے دلوں میں بھی اخلاص ہی بھرا ہوا تھا۔ (۲) خیبر کی فتح (و

اثابہم فتحاً قریباً) (۳) بہت سی غنیمتیں ملیں (مغانم کثیرۃ یاخذونہا) (۴) سکینہ کا نزول ہوا (فانزل السکینۃ علیہم) ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین سے ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ کے معنے حل ہوتے ہیں۔ کہ تابوت سے مراد وہ دل ہیں۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کے دلوں میں اس خلافت سے اطمینان پیدا ہو جائیگا (۴) وکف ایدی الناس عنکم۔ لوگوں کی دست اندازی کو روکا۔ لڑائی نہ ہونے دی (۵) صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی (ویھدیکم صراطاً مستقیماً) (۶) پھر اسی صبر و اطاعت کیوجہ سے (واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا) اور انعامات کئے جنکا ان حالات میں وہ اندازہ نہ لگا سکتے تھے۔

وہی شرائط جو اسوقت نقصان دہ اور موجب ہتک معلوم ہوتی تھیں۔ اس عظیم الشان فتح کا موجب ہو گئیں۔ جو مسلمان مرتد ہوتا وہ تو نبی کریم صلعم اور انکی جماعت کے کام کا نہ تھا۔ اسکے جانے سے انہیں کیا نقصان اور جو مشرکین میں سے مسلمان ہوتا۔ وہ مکہ میں رہتا۔ تو دوسروں کی ہدایت کا موجب بنتا۔ پھر یہ فائدہ ہوا۔ کہ ابوبصیر مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ آیا۔ دو آدمی مکہ سے اسکو پکڑنے کے لئے روانہ ہوئے جب حضور رسالتمآب میں پہنچے۔ تو آپ نے حکم دیا۔ کہ ابوبصیر واپس چلا جائے۔ اسنے بہتیرے عذر کئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کرینگے۔ راستے میں اسنے اپنے محافظ مشرکوں میں سے ایک کی تلوار لیکر ایک کو مار دیا۔ دوسرا بھر فریاد کرتا ہوا آیا۔ ابوبصیر بھی پہنچ گیا۔ آپنے اسے کہا تو لڑائی کرانا چاہتا ہے۔ میں تجھے واپس بھجوا دونگا۔ یہ سن کر وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اور ایک جگہ پر ڈیرہ بنا لیا۔ اب جو مسلمان ہوتا مکہ سے بھاگ کر انکے پاس آجاتا۔ اور رفتہ رفتہ انکی ایک جماعت بنگئی۔ چونکہ وہ مکہ والونکے نکالے ہوئے تھے اسلئے انھوں نے اپنے اخراجات خوراک وغیرہ کے لئے مکہ ہی کے قافلوں سے اپنا حصہ لینا شروع کیا۔ اس طرح یہ شرط ان مشرکین کے لئے موجب ضرر ہوئی۔ اور وہ نبی کریم کے خدمت میں آئے۔ کہ آپ اپنے آدمیوں کو بلوا لیجئے۔ ہم اس شرط کو توڑتے ہیں۔

دوم۔ ان فہرستوں کے لکھوانیکا فائدہ یہ ہوا۔ کہ خزاعہ پر جو نبی کریم صلعم کے حمایت میں تھے بنو بکر وائل نے حملہ کیا۔ اور مشرکین نے انکا خفیہ خفیہ ساتھ دیا۔ خزاعہ میں سے دو آدمی نبی کریم صلعم کے حضور فریاد لیکر حاضر ہوئے۔ ادہر مکہ والوں نے بھی اپنا ایک سردار بھیجدیا۔ کہ معاہدہ نئے سرے سے ہو۔ کیونکہ میں اسوقت موجود نہ تھا۔ اس طرح پر وہ معاہدہ آپ ہی انھوں نے اپنے عمل اور اپنے قول سے توڑدیا۔ اور نبی کریم صلعم نے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی۔ اور اس طرح پر خدا کا کلام انا فتحنا لك فتحاً مبيناً پورا ہوا۔ اور اسی فتح کے ذریعہ ثابت ہوا۔ کہ نبی کریم صلعم

فتح مکہ سے مشرکین مکہ کے گناہ معاف ہوئے

کی زندگی ہر قسم کے عیبوں اور ان الزاموں سے پاک ہے جو آپ کی ذات سے منسوب کئے جاتے تھے۔ ليغفر الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر کے یہی معنی ہیں۔ کہ تیری ذات پر جو الزام یہ مکہ کی ہجرت سے پہلے یا پیچھے لگاتے تھے۔ وہ سب دور ہو جائیں۔ سو دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ ان مشرکین نے جو تیرے گناہ اسوقت کئے تھے۔ جب کہ تو اے نبیؐ پہلے مکہ میں رہتا تھا۔ اور پھر وہ قصور جو اسوقت کئے جبکہ تو مکہ سے چلا آیا۔ اس فتح کے ذریعہ اللہ تعالے انکو معاف کردے۔ چنانچہ جب وہ مشرکین پکڑے حضور رسالت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين تم پر آج کے دن کوئی الزام نہیں۔ اللہ تمہیں بخشے۔ اور وہ بڑا رحم کرنیوالا ہے۔

صحابۂ کرام کا ذکر بائبل میں

اشداء على الكفار رحماء بينهم تراهم ركعا سجدا يبتغون فضلاً من الله ورضوانا سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التورية۔ وہ بڑے مضبوط ہیں۔ کفار کا اثر قبول نہیں کرتے ہاں آپس میں ایکدوسرے سے نیک متاثر ہوتے ہیں۔ تو انکو عبادت گزار اللہ کے فضل ورضوان کا امیدوار پائیگا۔ فرمانبرداری کے آثار انکے چہروں سے ظاہر ہیں۔ دیکھو ۳۳ باب استثنا آیت ۲۔ خداوند کریم سینا سے آیا۔ اور شعیر سے انپر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ

سعوہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کیساتھ آیا۔ اور انکے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اسکے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوںکو مانیں گے۔

اور ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطاہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علیٰ سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار۔ اسکے لئے دیکھو متی باب ۱۳ آیت ۳۱-۳۲ وہ انکے واسطے ایک اور تمثیل لایا۔ کہ آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کی مانند ہے۔ جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے۔ پر جب اگتا۔ تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا۔ اور ایسا پیڑ ہوتا۔ کہ ہوا کی چڑیاں آکے اسکی ڈالیوں پر بسیرا کریں

تصوّف کیا ہے؟

اس سوال کا جواب مختلف صاحبدلوں نے دیا ہے۔ ان میں سے چند کے اقوال میں نقل کرتا ہوں

(۱) تمسک بالفقر (۲) صاحب بذل وایثار ہونا (۳) تعرض واختیار کو چھوڑ دینا

۲- یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تو ہو۔ بغیر اسکے کوئی غرض متعلق ہو (جنیدؒ)

۳- حصول حقایق ویاس از مال متاع خلائق کا نام (کرخیؒ)

۴- حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پرواہ نہ کرے۔ یہ فقر ہے۔ (شبلیؒ)

۵- فقیر کی صفت یہ ہے کہ سکون نہ ہونیکے وقت اور بذل وایثار کرے (ابو الحسین نوری)

۶ فقیر وہ ہے۔ جو غنا سے بایں خوف احتراز کرے۔ کہ غنا اسکے فقر کو بگاڑ دیگی۔ جیسے غنی فقر سے ڈرتا ہے

۷- فقر یہ ہے۔ کہ صاحب فقر نہ کسی کا مالک ہو۔ نہ اسکا کوئی مالک ہو (ابوبکر مصری)

(۸)۔ ہر ایک اعلیٰ خلق میں آنا۔ ہر ایک ادنیٰ خلق سے نکلجانا۔ (ابو محمدؒ)

۹۔ صوفی وہ ہے۔ کہ نہ طلب اسے تھکائے۔ اور نہ سلب اسے جگہ سے ہلائے (ذوالنون مصری)

۱۰۔ صوفی وہ ہے کہ جب اس کے سامنے دو اچھے حال آئیں۔ تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہو

۱۱۔ صوفی وہ ہے۔ جو کدورت سے صاف اور مستی و شوق سے پُر اور آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو۔ اور سونا و مٹی اسکے نزدیک برابر ہوں۔

۱۲۔ اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے افسردگی اور نفسانی خواہشوں سے یکسوئی اور صفات روحانی کے نزول اور علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت میں اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تصوف ہے۔

۱۳۔ ایک عورت نے ان کی تعریف عربی اشعار میں کی ہے جنکا ترجمہ یہ ہے

وہ ایسی قوم ہے۔ کہ ان کے ارادہ اللہ تعالیٰ کیساتھ معلق ہیں۔ اور ان کی ہمتیں کسی اور چیز کی طرف نہیں پھیلتیں۔ اس قوم کا مقصود انکا مولیٰ ہے۔ کیا ہی اچھا انکا مطلب ہے۔ جو اللہ پاک یکتا کے لئے ہے۔ نہ دنیا انکو نزاع میں ڈالتی ہے۔ اور نہ کھانے پینے اولاد اور دوسری لذتیں انکے لئے موجب شرف ہیں۔ نہ انہیں نفیس و عمدہ پوشاک کا خیال ہے۔ اور نہ کسی اور سرور کا جو آبادیوں میں پایا جاتا ہے۔ ہاں وہ جلدی کر رہے ہیں۔ ابدی دور دراز منزل کے لئے۔ پس وہ سیل گاہوں اور چشموں اور پہاڑ کی چوٹیوں میں ملینگے۔

۱۴۔ صوفی ہمیشہ اپنے اوقات کدورت سے پاک کرتا رہتا ہے یعنی قلب کو لوث نفس سے ملوث نہیں ہونے دیتا۔ بایں طور کہ مدام اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جب کبھی اس کا نفس جنبش کرتا ہے۔ تو وہ اپنی مولیٰ کی طرف گریز کرتا ہے

۱۵۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ صوفیہ نام صفہ کی نسبت سے ہے۔ جو رسول اللہ صلعم کے عہد میں چار سو آدمی کے قریب تھے۔ نہ تو انکا کوئی گھر نہ کنبہ مسجد میں بیٹھے رہتے۔ نہ کھیتی کرتے۔ نہ دودھ دینے والے جانور پالتے نہ بیوپاری۔ پھر بھی محنت سے جی نہ چراتے۔ دن کو لکڑیاں جمع کیں۔ گٹھلیاں پھوڑیں۔ راتکو عبادت کرتے کلام اللہ سیکھتے۔ اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے۔ انہی کی شان میں

آیا ہے ۱۔ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغدواۃ والعشیّ
یریدون وجہہ (۲) واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم
بالغدواۃ والعشیّ۔

اُسباب تنزّل اوران کا علاج"

اک باخدا بزرگ سے میںنے کیا سوال
دس بادشاہیاں تھیں وہ کھوئی گئیں تمام

۰ ۰ ۰

پھر اب طرابلس پہ چڑھائی ہے روم کی
اسکا سبب بتائیے حیراں ہوں میں بڑا
کیا ہم سے یہ نہ وعدہ پروردگار تھا
یہ کیا ہوا کہ غیر کو ہے غلبہ و سبیل
مولیٰ تھا جنکا۔ ان کا تو مولیٰ نہیں رہا
جو تھے ہمارے دست نگر۔ اور بیوقوف
کہنے لگے حضور۔ نہ آنسا دکھاؤ جوش
ورنہ قصور ہے یہ تمہارا ہی اے عزیز
یہ سچ ہے "تم میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی"
"تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی"
"کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں"
تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے

دیکھا حضور آپنے ہم مسلموں کا حال
ہاں رہ گئی ہیں ٹکی والیاں برائے نام

۰ ۰ ۰

وہ قوم مٹ رہی ہے جسکی بڑی دھوم تھی
گرداب میں بلا کے جہاز آ کے کیوں پڑا
دنیا میں بول بالا ہے اسلام کا سدا
دیکھو جدھر۔ ادھر ہی مسلمان ہیں ذلیل
جنکا نہیں تھا کچھ بھی سنبھی انکا ہو گیا
آوازے ہم پہ کستے ہیں بن بنکے فیلسوف
جاتے رہے ہیں شدت رنج والم میں ہوش
اے کاش میری قوم کو ہوتی ذرا تمیز
"اب تمکو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی"
"صورت بگڑ گئی ہے۔ وہ صورت نہیں رہی"
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں"
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے"

"کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
"ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
"اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
"سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
"اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
"پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
تو کیوں نہ غیر قوم کو تم پر سبیل ہو
اب بھی جو حبلِ حق سے کبھی اعتصام ہو
کرتے رہو دعائیں۔ مسلماں تم بنو
ظاہر سکھایا جائے جو باطن میں ہاں لو
یہ جھوٹ یہ تکبر و تحقیر چھوڑ دو ؛
تو یہ زمین کیا یہ فلک بھی تمہارا ہے
شمس و قمر نجوم مسخّر تمہارے ہیں
وعدہ خدا کا سچ ہے مگر ہم ہی جھوٹے ہیں
ہرگز نہ کام دینگی ہمیں کچھ لڑائیاں
اب بھی مسیح پاک کے قدموں میں آگریں
مومن جو بنکے نیک نمونہ دکھائیں گے
پھر سلطنت ہماری ہے عزت ہماری ہے
"ہم میں ہے جس کو دین و دیانت سے کچھ پیار
لوگوں کو یہ بتائیے۔ کہ وقت مسیح ہے"
"ہم اپنا فرض دوستو ہیں کر چکے ادا ؛

باقی جو تھے۔ وہ ظالم و سفاک ہوگئے"
عادت میں اپنی کرلیا۔ فسق و گناہ کو"
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے"
اک پھوٹ پڑ رہی ہے۔ مودت نہیں رہی"
اُس یار سے بہ شامتِ عصیاں جدا ہوئے"
وہ نورِ مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا"
اور کیوں نہ ان پہ فضلِ خدائے جلیل ہو
وحدت کا مخلصانہ وہی اہتمام ہو
علم و عمل میں ظاہر و باطن میں ایک ہو
باطن میں جو تمہارے ہے ظاہر وہی کرو
یہ سستی و فضولی کی زنجیر توڑ دو
انسان کیا ہر ایک ملک بھی تمہارا ہے
انجامکار جیتینگے جو حق کے پیارے ہیں
موتی تھے آبدار قضا کار ٹوٹے ہیں
غیروں کی بڑھتی جائینگی یوں تو چڑھائیاں
اکمل کو ہے امید ہمارے بھی دن پھریں
شاہانِ روزگار مسلمان ہوجائیں گے
شان و شکوہ و دولت و حشمت ہماری ہے
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار"
اب جنگ اور جہاد حرام و قبیح ہے
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا"

ریویو

اصلاح معہ الیضاح ابو الخیر شوق نیموی صاحب نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ جس میں غلط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ ناسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے الفاظ فصحائے ترک کئے ہیں ان سب کا بیان ہے۔ علاوہ اسکے تعقید شتر گربہ ذم کا پہلو تذکیر و تانیث حشو مقدرات کے متعلق عمدہ عمدہ فوائد لکھے ہیں۔ جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا کلام اغلاط و نقائص سے پاک رہے۔ وہ اسے منگوا کر ضرور پڑہیں حجم ۶۴ تقطیع $\frac{22\times18}{8}$ قیمت ۵ر ملنے کا پتہ دفتر اردوئے معلیٰ علیگڈھ

ثنائی روسیاہی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ والے اشتہار کا بیان۔ اور تمام ان اعتراضات کا جواب ہے۔ جو اسپر کئے گئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ سعادت ایڈیٹر الحق کے حصہ میں مقدر تھی۔ آپ نے جس دلاویز طریق سے ثابت کیا ہے۔ کہ وہ فیصلہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں ہوا۔ وہ قابل داد و لائق صاد ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ حضور مغفور نے کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں کی۔ بلکہ دعا کے ذریعہ ایک استغاثہ بارگاہ ربی میں دائر کیا۔ اور ایک طریق فیصلہ پیش کر دیا۔ ثناء اللہ اسکے متعلق لکھتا ہے۔ کہ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ مکذب کا صادق کی زندگی میں مرجانا مکذب کے کذب پر دلیل نہیں۔ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ کوئی ایسی نشانی دکھاؤ۔ جو ہم بھی دیکھکر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھینگے۔ چونکہ بہترین فیصلہ وہ ہے۔ جو بربنائے مسلمات مدعا علیہ ہو۔ اسلئے خدا نے مکذب کو اسی راہ سے پکڑا۔ اور یوں صادق کا صدق ظاہر ہوا۔ باقی رہے یہ اعتراض کہ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کی ڈائری سے ظاہر ہے کہ یہ اشتہار خدا کے حکم اور منشاء سے تھا۔ اور یہ دعا قبول بھی ہو چکی ہے۔ اور یہ کہ مکذب کے انکار

مجریہ ۲۶ اپریل اہلحدیث کے بعد بھی احمدی جماعت اور انکا امام یہ دعا فیصلہ کن جانتا رہا ہے جیسا کہ بقول خصم ۹ مئی ۱۹۰۷ء کے بدر سے ثابت ہوتا ہے۔ ان دونوں اعتراضوں کا جواب میر قاسم علی صاحب نے نہایت مدلل و مسکت خصم دیگر روز روشن کی طرح یہ بتا دیا ہے۔ کہ اس ڈائری کو اور الہام اجیب دعوۃ الداع کو اس آخری فیصلہ والے اشتہار سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ایسا ہی یہ جو کہا جاتا ہے کہ خدائی حکم ثناء اللہ کے انکار سے ٹل سکتا ہے۔ اسکا جواب بھی دیا۔ کہ خدائی حکم کہاں تھا۔ بلکہ ایسا فیصلہ چاہا گیا تھا۔ کہ جو مسلمات خصم کی بنا پر خصم پر حجت ہو۔ ۹۲ صفحے پر یہ کتاب ختم ہوئی ہے۔ تین سو روپیہ انعام مقرر ہے۔ اور اپنے پرزور دلایل اور لطیف طرز بیان کیوجہ سے اس قابل ہے۔ کہ تمام احمدی احباب اسکو منگوا کر پڑھیں۔ بحث کا ایک پہلو ہے۔ وہ انشاء اللہ کسی دوسرے رسالہ میں بیان کرینگے قیمت ۵/

مُہر سکوت یہ رسالہ ۴۲ صفحے کا سیکرٹری انجمن ہدایت الاسلام پانی پت نے شایع کیا ہے۔ اس میں انجمن اور ستیہ دیو جی نو آریہ سابق غلام حیدر کی خط و کتابت درج ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نو مسلم آریہ کا دعویٰ عربی و فارسی کے لاثانی فاضل ہونیکا بالکل ہیچ ہے۔ نہ وہ اپنے دعویٰ کا کوئی ثبوت دے سکا۔ نہ انجمن کے کسی سوال کا جواب دینے کی جرأت ہوئی۔ اور یوں اپنے کذب پر مہر لگا دی۔

قرآن کریم کی دعائیں تمام دعائیں جو قرآن مجید میں درج ہیں۔ اس رسالہ میں درج ہیں۔ ترجمہ ساتھ ہے پھر اردو نظم ہے۔ جس سے لطف دوبالا ہوتا ہے پہلے ایک جامع قصیدہ تصدیق المسیحؑ نام ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ بار ثانی کے لئے درخواستیں آنی چاہئیں۔

فتوح الرحمن مالابار میں ایک شہر ہے جسکا نام ملینگاڑی ہو وہاں کے فاضل مولوی حاجی احمدؓ بن علی احمدی ہیں۔ وہ پچھلے دنوں قادیان بھی تشریف لائے تھے۔ حضرت مغفور سے بہت ہی اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہاں حضور کی شان میں چار قصائد لکھے۔ ہدہد سلمان ببل قادیان۔ عنان الفرسان۔ قصیدۃ الصلوۃ۔ اور ان سے پہلے ایک نثر ہے جسکا عنوان البان الصبیان ہے۔ آپ نے اس میں سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کے متعلق دلایل دیے ہیں۔ یہ

عربی ار رسالہ دفتر تشحیذ سے بقیمت ار مل سکتا ہے۔ فی بعلم احباب منگوا کر حظ اٹھائیں۔

تفسیر پنجابی من تصنیف عالم اجل مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدیؓ کھرل نمبر ۲۰۸ پہلا پارہ خوشخط لکھا ہوا ترجمہ تحت اللفظ۔ اسکے بعد پنجابی نظم میں تفسیر۔ مفسر صاحب اگرچہ پرانے وضع کے بزرگ ہیں۔ مگر میرا خیال ہے آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے پنجابی نظم میں انگریزی نظم کا رنگ پیدا کر کے اپنی جدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے نمونہ ملاحظہ ہو پہلا مصرعہ ہے "نہ بن وحی حضرت مہدیؑ بات کائی فرمائی" دوسرا مصرعہ فرماتے ہیں "تو نہ کر بدظنی کائی" مولوی صاحب موصوف سلسلہ احمدیہ سے قابل رشک اخلاص اور اپنے اندر تبلیغ حق کا جوش رکھتے ہیں۔ احباب قدردانی فرمادیں تفسیر سورہ فاتحہ قیمت ار تفسیر پارہ اول قیمت ۳ر ملنے کا پتہ مینیجر میگزین قادیان

نظام المشائخ رسول نما نمبر یہ رسالہ خواجہ حسن نظامی کی سرپرستی میں سید محمد ارتضیٰ واحدی کی ایڈیٹری میں شائع ہوتا ہے صفر و ربیع الاول نمبر ہیں اول سے آخر تک حضرت خاتم النبیینؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک ہے۔ مختلف اہل قلم کے مضامین ہیں جناب محمد الواحدی نے ہجرت تک واقعات لکھے ہیں۔ اور خوب لکھے ہیں۔ ایک دو باتیں تحقیق طلب ہیں انکا ایک فقرہ مجھے پسند نہیں آیا۔ فرماتے ہیں۔ عالم ظاہر میں آتے ہی "سب سے پہلی تعلیم جو آپ کو دی گئی وہ اصنام پرستی کی تھی"

(۲) بطحا کا چاند۔ دوسرے مضمون کا عنوان ہے۔ جس کے عنوان میں امیر مطلوب احمدؐ صاحب لکھتے ہیں۔ لوگوں کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ کہ کہیں جناب عیسیٰؑ اتر آئیں۔ میرے فاضل دوست پر مخفی نہ رہے۔ کہ مسیح تو اتر چکا۔ اور پہچاننے والوں نے اسے پہچان بھی لیا۔ مگر وہ جن کی نگاہیں آسمان کی طرف نہیں۔ بلکہ زمین کی طرف گڑی ہوئی اور گردنیں مادیات کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ وہ اس آسمانی نور کو نازل ہوتے نہ دیکھ سکے۔ اب جنہوں انتظار ہے۔ وہ ان اہل کتاب کی قسمت میں برابر کے حصہ دار ہیں جو اب تک ایلیا کو آسمان سے اترتے دیکھنے کا ارمان دل میں لئے بیٹھے ہیں۔ **امی نبی** مرزا سلطان احمد صاحب مشہور فلسفیانہ مضمون نویس کے قلم جواہر رقم

سے نکلا ہے۔ اخیر میں آپ قوم کی موجودہ حالت اور موجودہ پستی کے دور ہونیکے واسطے صدق دل سے گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ "مژدے از بہار میخواہم" یہ بہار کا موسم تو آچکا ہے۔ مگر بربادی پسند روحیں بیابانِ ضلالت میں بھٹکتی پھرتی ہیں۔ کوئی ہے جو انکو لائے اور گلشن احمدی کی بہار دکھائے۔ "سید الرسل" سید محمد حنیف نے اچھا مضمون لکھا ہے۔ **حبیبؐ و خلیلؑ** بہت دلچسپ مضمون ہے۔ اور احمد سعید صاحب نے اس میں خوب موشگافی کی ہے۔ خلیل حضرت ابراہیمؑ کا لقب ہے اور حبیب جناب ختمی مآب کا۔ حدیث و قرآن سے استشہاد ہے۔ گو شاعرانہ رنگ غالب ہے میاں حسن پھلواری نے کتب سابقہ کی بشارتیں عاشقانہ رنگ میں دلاویز طریق پر لکھی ہیں۔ فرید احمدؐ عباسی نے حضرت ابو بکر و حضرت عمر کا ایک مکالمہ ناول کے رنگ میں لکھا ہے۔ جس میں آپ عربی طرزِ معاشرت اور اصحاب رسول کی بے تکلفانہ طبع کا لحاظ رکھتے۔ تو ہرگز ایسا نہ لکھتے۔ رسول کا سچا ساتھی سعید احمد مارہروی کا مضمون ہے جو بلاغت مشحون ہے۔ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت منطقیانہ ثبوتوں کے ساتھ اچھا مضمون ہے۔ مگر آجکل کے طبائع اس قسم کے استدلات سے سیر نہیں ہوتیں۔ **معراج رسول**۔ مقبول احمد نظامی نے جتنا زور معراج کے بجسدہ العنصری ہونے پر مارا ہے۔ اگر معراج کی حقیقت اور ان ترقیات کا ذکر فرماتے جن کا نظارہ آپ کو عین بیداری میں اس اعلیٰ کشف کے ذریعہ دکھایا گیا۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ انکے دعوی کی تردید خود انہی کے مضمون میں موجود ہے۔ چنانچہ دنیٰ کے معنے ایک مفسّر کے حوالے سے لکھتے ہیں دنی محمد الی ربہٖ تعالی یعنی قربتہ بالمنزلۃ لا بالمکان فانہ تعالی منزہ عنہ معراج خواب ہرگز نہیں معمولی کشف بھی نہیں عین بیداری میں تھا۔ اور جسم کے ساتھ تھا۔ مگر اسی طرح جس طرح خدا کے برگزیدوں کو ملکوت السموات والارض دکھائی جاتی ہے۔ منظر فراق میں خواجہ حسن نظامی نے وفات الرسول کا سین خوب دکھایا ہے۔ آپ اپنی شاعرانہ رنگ میں ایک فقرہ لکھ گئے ہیں۔ جو آیات و احادیث کے بالکل خلاف ہے "جبریل جاتے ہیں اب نہ آئیں گے"۔ وحی والہام کا سلسلہ تا روز قیامت جاری ہے۔ اور اسکی شہادت خواجہ حسن کے گھر

بھی ملسکتی ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ ایک مضمون مدینہ کا داخلہ ہے۔ جس میں روضہ رسول کے حالات مندرج ہیں بعض بدعات کو تفاخرانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے جنہیں سن کر ایک اسلام کے شیدائی کا دل کڑھتا ہے۔ اخیر میں ایک دعا ہے۔ جو روضہ اقدس کی جالی پکڑ کے کی گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کی حالت زار دردانگیز پیرائے میں دکھا کر آپ درخواست کرتے ہیں یارسول اللہ کاسہ لبریز ہوچکا۔ جلدی ظہور فرمائیے۔ یہ ایک حسرتناک تمنا ہے۔ جو تمام قوم کی زبان بنکر خواجہ حسن نے ظاہر کی ہے حقیقت میں حالات کچھ ایسے ہی درپیش ہیں۔ اور آخرین منھم لما یلحقوا بھم کی پیشگوئی بھی یہی بتاتی ہے۔ کہ وہ رسول امیین میں مبعوث ہوا۔ تو آخرین میں بھی ہو۔ میں خواجہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ آپ کی درخواست منظور ہوچکی۔ اور ہم میں ایک نبی آیا جس نے کہا۔ اور ڈنکے کی چوٹ حجج نیرہ براہین ساطعہ کے ساتھ کہا ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ؎ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

حسن آئے اور اس نور کی روشنی میں نور السموات والارض کا وہ جلوہ دیکھے۔ جو موسیٰ نے طور پر دیکھا اس سے آگے حصہ نظم ہے۔ عرب ولیس کا راج کمار خوب نظم ہے۔ رعب انصاری کی تند پارس اور علیحیدر طباطبائی کا شور واقوقاہ جو کیفیت پیدا کرتا ہے۔ وہ کچھ مجھ سے درد رسیدہ دل ہی جان سکتے ہیں۔ غرض نہایت دلچسپ مجموعہ ہے۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ پہلے اگر عرس میلاد تھا۔ تو اب جدت پسند طبائع نے کس رنگ میں اپنی مقلدانہ اور کتاب وسنت سے انوکھی راہ پسند کرنے کی قابل اعتراض روش کا ظہور کیا ہے۔ اس رسالہ کی سالانہ قیمت ۱عہ ہے۔ پتہ دفتر نظام المشائخ دہلی

الحکم کا ندوہ نمبر

شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر کا موقعہ شناس۔ مبلغانہ جوش سے لبریز دل و دماغ احمدی احباب سے خراج تحسین لینے کا بجا استحقاق رکھتا ہے۔ آپنے ندوۃ العلماء کے جلسہ پر تقسیم کرنیکے لئے الحکم کا ایک نمبر نکالا ہے جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معجز رقم مضمون نگار مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا وہ مکتوب درج ہے۔ جو آپنے ایکبار ندوۃ العلماء کو لکھا۔ اور جس میں خوب کھول کھول کر تبلیغ کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اصلاح کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے

وہ یہ کہ تمام فرقوں کے مسلمان مسیح موعود کے حضور ارادت و اخلاص کی نذریں لیکر حاضر ہوں۔ اور اسلام بھی وہی اسلام ہے۔ جو احمدیہ سلسلہ کا امام پیش کرتا ہے۔ باقی سب مردہ۔ ایک خط عربی میں المنار کے ایڈیٹر کے نام ہے۔ جو ندوۃ العلماء کی صدارت کے لئے مصر سے تشریف لائے ہیں۔ ضمیمہ میں حضور مغفور کی تعلیم ہے۔ غرض یہ دلچسپ مجموعہ قابلِ دید اور قابل اشاعت ہے۔ شیخ صاحب نے باوجود اپنی مالی مشکلات کے چند سو کا پیاں زاید چھپوائی ہیں۔ اور مفت تقسیم کرینگے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کارِ خیر میں شریک ہوں۔ اگرچہ شیخ صاحب نے پہلے اس بارے میں نوٹس نہیں دیا۔ اور نہ چاہا تاہم کوئی ثواب میں شامل ہونا چاہے۔ تو انکو اس میں کوئی بخل نہیں۔ کہ اور بھائی بھی اس سعادت سے حصہ لے لیں۔

سالانہ رپورٹ صدر انجمن نے اپنی چھٹی سالانہ رپورٹ یکم اکتوبر ۱۹۱۰ء سے لغایت ۳۰۔ ستمبر ۱۹۱۱ء تک یکم اپریل ۱۹۱۲ء کو شائع کی ہے۔ ہمارے احمدی احباب کے پاس پہنچ چکی ہوگی ضرورت ہے۔ کہ اسکو بنظر امعان مطالعہ کیا جاوے۔ اور جن مدوں میں کمی ہے اور سلسلہ کی جو جو ضرورتیں ہیں۔ انکو صحابہ کے رنگ میں رنگین ہو کر پورا کیا جائے۔ موقعہ ملا۔ تو ہم بھی اس پر مفصل ریویو کرسکینگے

قطعات الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ وہ مشہور الہام جو اپنے اندر بہت سے اعجاز رکھتا اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا افتاب سے زیادہ روشن نشان ہے نہایت خوشخط برادر محمد یمین سہارنپوری قادیان نے دیوار پر لگوانیکے لئے چھپوایا ہے۔ سنہری۔ سیاہ۔

عسل مصفی طبع ثانی احمدی انسکلوپیڈیا جس میں وفات مسیح اور حضرت امام مہدی کے دعاوی کے متعلق ہر قسم کے ثبوت بحوالہ کتب معتبرہ موجود ہیں۔ اور جس کے مصنف مشہور و معروف عالم مرزا خدا بخش صاحب ہیں۔ اسکا پہلا ایڈیشن مدت ہوئی ختم ہو چکا ہے۔ اب لائق مؤلف نے اسپر نظر ثانی کی ہے اور بہت سی ترمیم و اصلاح کے بعد اسے مرتب کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے اسکا مسودہ پسند فرما لیا ہے۔ لکھنے کیواسطے ایک خوشخط کاتب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ بڑے عمدہ ڈیمی کاغذ پر

تصحیح | رسالہ تشحیذ بابت ماہ مارچ صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۶ کے بعد تفسیر کبیر کی کچھ عبارت رہ گئی ہے۔ جو یہ ہے۔ ان عبد اللّٰہ بن سعد بن ابی سرح کان یکتب ھٰذہ الاٰیٰت لرسول اللہ صلعم فلما انتھٰی الیٰ قولہ تعالیٰ خلقاً اٰخر۔ ناظرین اسکی تصحیح فرمائیں

شکریہ | ان صاحبوںکا جنھوں نے خریدار دیئے۔ منشی خادم حسین صاحب کلکتہ دو خریدار

(۲) سید حیات علی شاہ صاحب داتہ (ہزارہ) تین خریدار

(۳) سیکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ایک خریدار

معاونین کا شکریہ |
۱۔ منشی محمد قاسم صاحب لالہ موسیٰ ۱۴۳ تین روپے سالانہ
۲۔ جناب فتح محمد صاحب ہانگ کانگ "
۳۔ خان زادہ محمد شریف خان لاچی ۱۳۴۵ چار روپے سالانہ
۴۔ چوہدری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر ۷۵۶ بہاولپور "

جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تہائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاک خانہ وغیرہ ہو دو ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۱۲ فیصدی ہوگی۔ اور از بٹالہ تا قادیان عہ علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے ۴ر فیصدی پر دو ورق پر زائد اور بالمقطع ۲۰۰ تعداد اشاعت جب تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے۔ نوٹ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کرکے بقیہ قیمت واپس کردے۔

جنگ بدر سے جنگ یرموک تک | ۸۰ حیرتناک واقعات تاریخ اسلام کے ۶ رسالوں میں نہایت دلکش اور دلچسپ پیرایہ میں شائع ہوئے ہیں جن سے تمام دنیا حیران و ششدر چلی آتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کی سفارش ہے کہ احباب اسکو خرید کریں۔ امید کہ اس سفارش کی خاطر خواہ قدر کیجا دیگی۔ حجم ۲۸۸ صفحے قیمت عہ ملنے کا پتہ۔ غلام قادر فصیح ایڈیٹر تاریخ اسلام شہر سیالکوٹ

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے۔ اس سے بچنے کیلئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے۔ یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کا درد اور متلی کے لیے اکسیر کا اثر رکھتی ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک چار ٹنک ۵ر

عرق کافور

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنتا ہے۔ اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدہضمی متلی اشتہا کا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا جاؤ صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ میں گرمی درد کچھ نہیں ہوگی حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں۔ یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیئے قیمت سو گولیوں کی ایک ڈبیا ۵ر ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵ر

درد سر ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے اور ریاح جیسے ٹیس چمک ٹپک رگوں میں کنگھی سے جو چبھتے ہیں اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے درد سر نصف سر ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اسلئے خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۲ ڈیکو کی ایک شیشی ۶ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیا تک ۵ر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ